INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

۲ تا ۸ ذیقعد ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۸ مارچ ۱۹۹۶ء
۴۳

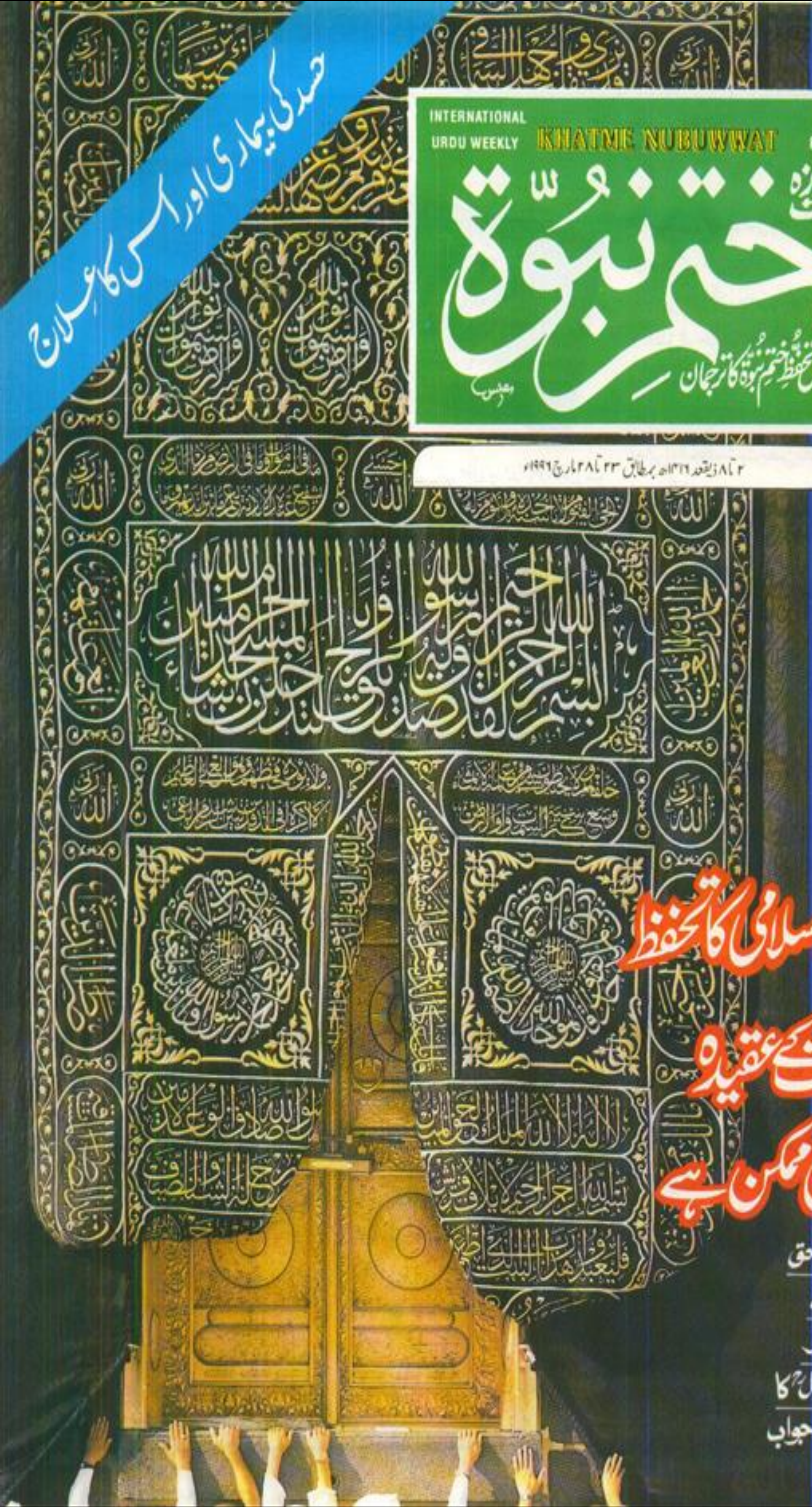

حسد کی بیماری اور اس کا علاج

ڈاکٹر عبد السلام قادیانی اور نوبل انعام

وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ سے ہی ممکن ہے

مرزائیوں کے حق میں نہرو کے مضامین پر علامہ اقبال کا دندان شکن جواب

عدت طلاق میں امتحان دینے کا حکم

سوال .... میری شادی اب سے تقریباً" ڈھائی سال پہلے ہوئی۔ میرے شوہر کو نشہ کرنے' کام نہ کرنے کی عادت کے علاوہ اور دوسری بہت سی خرابیاں تھیں کہ میں بتا نہیں سکتی۔ میں شادی کے صرف تین مہینے بعد والدین کی گھر آگئی اور ان تین مہینوں میں بھی والدین کے یہاں آنے جانے کا سلسلہ چلتا رہا لہٰذا مشکل سے دو ماہ ہی سسرال میں رہی ہوں گی اب سوا دو سال سے مستقل والدین کے گھر پر ہوں اور شوہر سے میرا کسی قسم کا رابطہ یا سلسلہ یا بات چیت نہیں رہی اور میں نے سوا دو سال پہلے سے خلع کے فیصلہ کے لئے اپنے شوہر اور سسرال والوں کو کہہ دیا تھا کیونکہ میرا ان کے ساتھ رہنا ناممکن تھا اس لئے میں علیحدگی چاہتی تھی۔

اب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء کو انھوں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مجھے خلع مل گیا ہے کیونکہ میرے شوہر ہمارے رشتہ داروں میں سے تھے لہٰذا کچھ رشتہ دار عزیزوں کی کوشش سے علیحدگی اور خلع کا فیصلہ ہو گیا۔

۱ .... مسئلہ یہ ہے کہ مجھ پر تین مہینے کی عدت واجب ہو گی وضاحت فرمائیں۔

۲ .... میرا بھائی چھٹیوں میں پاکستان آیا ہے۔ اور ایک مہینے بعد اس کا نکاح ہے رخصتی نہیں ہے صرف نکاح کی تقریب ہے اس سے پہلے کسی اور بھائی کی شادی نہیں ہوئی یہ میرا چھوٹا بھائی ہے میرے والدین غلط جگہ شادی ہونے سے غمزدہ رہے مجبوری میں خلع کا فیصلہ کیا' کیا میں نکاح کی تقریب میں (جو کہ صرف دو ڈھائی گھنٹے کی ہوگی) جا سکتی ہوں یا نہیں؟ میرے نہ جانے سے والدین کو اور گھر والوں کو بہت دکھ ہوگا کیونکہ انھیں یہ خوشی کس طرح ملی ہے اور مجبوری میں خلع ہونے کا ان کو بھی دکھ ہے اور اس کے سوا ہو ہی کیا سکتا تھا دینی نقطہ نظر سے آپ وضاحت فرمائیں کہ میں نکاح میں شرکت کر سکتی ہوں یا نہیں؟

۳ .... میرا B.S.C-Part II کلیئر ہے B.S.C Part کا ایک پیپر انگلش کا رہ گیا ہے اور وہ مجھے دینا ہے امتحان دسمبر کے مہینے میں ہوں گے یہ مجھے خصوصی اجازت پرچہ دینے کی ملی ہے اس کے بعد امتحان دینا مجھے مشکل ہوگا اور میں بی ایس سی کلیئر ہونے کے بعد جاب کرنا چاہتی ہوں ورنہ یہ ممکن نہیں ہوسکے گا۔ اس لئے مجھے ڈگری کا ملنا ضروری ہے پیپر کے لئے صرف امتحان گاہ ساڑھے تین گھنٹے کے لئے جانا ہے صرف ۳ گھنٹے کا پیپر ہوتا ہے اور آدھا گھنٹہ آنے جانے کا ہوتا ہے میرے والد مجھے چھوڑنے اور لینے جائیں گے کیا میں یہ ایک پیپر جو دینا ضروری ہے وہ امتحان گاہ دینے جاسکتی ہوں؟۔ آپ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں اور میرے مسئلے کا آسان حل فرمائیں اگر مجھ پر عدت واجب ہے تو کیا میرے لئے اس صورت میں امتحان دینے کے لئے جانا اور نکاح کی تقریب میں شرکت کرنا ممکن ہے یا نہیں؟

(نازنین پروین کراچی)

جواب ۱ ... خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے جس کی عدت تین حیض ہے اگر کسی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینوں کا گزر جانا عدت شمار ہوگا۔

واذا طلق الرجل امراءتہ طلاقا بائنا اور رجعیا اووقعت الفرقۃ بینہما بغیر طلاق وھی حرۃ تحیض وعدتہا ثلثۃ اقراء (لقولہ تعالیٰ! والمطلقت یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء) آلایۃ

وان کانت ممن لا تحیض من صغیر او کبر فعدتہا ثلثۃ اشہر (لقولہ تعالیٰ: واللائی یئسن من المحیض من نسائکم) الایۃ

(ھدایۃ ج ۲ ص ۴۲۲ تا ۴۲۳)

۲ .... بصورت مسئولہ مطلقہ خاتون کا بھائی کی شادی کے لئے نکلنا صحیح نہیں کیونکہ فقہاء نے متوفی عنہا زوجہا کو نفقہ کے لئے صرف دن ہی میں نکلنے کی اجازت دی ہے وہ بھی ضرورت کی وجہ سے اگر ضرورت نہ ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں اور مطلقہ کو تو دن میں بھی نکلنے کی اجازت نہیں۔

حتی لو کان عندھا کفایتھا صارت کالمطلقۃ فلا یحل لھا الخروج' الخ

(کذا فی فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۳۳۰)

۳ .... چونکہ یہ سرکاری سطح پر ایک ایسا امتحان ہے جو مقررہ تاریخ ہی میں دینا ممکن ہے اور پرائیویٹ طور پر تاریخ کی تبدیلی ناممکن ہے' اور ظاہر ہے ڈگری کا حصول اس امتحان میں کامیابی پر موقوف ہے اور یوں جائز طریقہ پر ملازمت ممکن ہوگی اور روزگار کا انتظام ہوگا بشرطیکہ شرعی حدود و قیود کا لحاظ رکھا جائے۔ اس لئے یہ ایک ضرورت شدیدہ کی صورت بن جاتی ہے چنانچہ پورے شرعی پردے اور محرم کے ساتھ امتحان گاہ میں جائے اور امتحان دے کر فوراً" واپس گھر آجائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

جلد ۱۴ شمارہ ۴۳

۲ تا ۸ ذیقعد ۱۴۱۶ھ
مطابق ۲۲ تا ۲۸ مارچ ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر منتظم: مفتی منیر احمد اخون

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر: عبداللہ ملک

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین: ارشد دوست محمد

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۳۵ روپے سہ ماہی: ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک، نوری جامع برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۱۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان فون نمبر 40978

اس شمارے میں

قانون تحفظ ناموس رسالت کو موثر انداز میں نافذ کیا جائے ۴
حسد کی بیماری اور اس کا علاج ۷
ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۱۴
وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ سے ہی ممکن ہے ۱۸
ورلڈ کپ کا غلغلہ اور ہمارا قومی فریضہ ۲۱

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا
مقام اشاعت: ۱۰۳ بنس لائنز کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قانون تحفظ ناموس رسالت کو موثر انداز میں نافذ کیا جائے!

یاد ش بخیر! قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے گزشتہ سال امریکی سینیٹروں سے ملاقات میں قادیانیت کے تحفظ و اشاعت کے لئے مدد و تعاون کی اپیل کی تھی۔ سندھ کے سابق گورنر محمود اے ہارون کے بھائی یوسف ہارون بھی وہاں موجود تھے۔ مغربی نشریاتی اداروں کے بیان سے معلوم ہوا کہ قادیانی سربراہ کو تعاون کی امید دلائی گئی ہے۔ یوسف ہارون نے اسی وقت مرزا طاہر کو اپنی بھرپور مدد کا یقین دلایا تھا۔ البتہ امریکہ کی طرف سے کھل کر قادیانیوں کی حمایت کا اعلان نہیں کیا گیا۔ اس عرصہ میں عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعہ پاکستان کو "شرائط" کے جال میں پھانسنے کی طرف توجہ مرکوز رہی اور ساتھ ہی پاکستان کی بحری حدود پر امریکی تسلط کی قانونی دستاویزات تیار ہوتی رہیں۔ اب پاکستان کے اندرونی نظام کو امریکی اشاروں پر چلانے کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے۔ امریکی طاقت کے پس پردہ یہ سارا کھیل یہودی لابی کے مہروں کے ہاتھ میں ہے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کتب کی اشاعت آئی ایم ایف کے حوالے کر دی گئی ہے۔ قاہرہ کی کنڈوم کانفرنس اور بیجنگ کی حقوق نسواں کانفرنس کی سفارشات کے عملی طور پر معاشرے میں نفاذ کی راہ اختیار کر لی گئی ہے۔ بنیاد پرستی کے خاتمے کی جنگ کا اعلان کر کے دینی اقدار کی تباہی اور دینی مدارس کی ویرانی کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے قادیانی نواز وزیر داخلہ دہشت گردی کے خلاف مصری و اسرائیلی طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لئے بیرونی سفر پر نکلے ہوئے ہیں اور عنقریب مصر کی طرز پر اسلامیان پاکستان کو دہشت گرد قرار دے کر کارروائی کا اعلان کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ فوج میں اسلامی ذہن ختم کرنے کے لئے نام نہاد بغاوت کے مقدمے قائم ہو رہے ہیں۔ شمال مغربی سرحدوں پر نفاذ شریعت کے مطالبے پر خون مسلم کی ارزانی کا چشم فلک نظارہ کر رہی ہے۔ اخباری تبصروں کے مطابق بااختیار سرکاری اداروں کی نگرانی میں سندھ میں دہشت گردی کی باقاعدہ تربیت دی گئی اور پھر اس کے خاتمہ کیلئے تقریباً" دو سال سے ڈرامہ رچایا ہوا ہے۔ سرکاری اداروں کی فروخت کا بازار گرم ہے اور اب مسلمان اکثریت پر اقلیتوں کو مسلط کرنے کی غرض سے دوہرے ووٹ کا غیر معقول قانون بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ الغرض سیاسی و معاشرتی اور دینی و مذہبی ہر پہلو سے پاکستانی مسلمانوں کو انتشار و تشتت اور انارکی سے دوچار کر دیا گیا ہے۔

ادھر نسوانی دور حکومت کے آغاز ہی سے توہین رسالت کا دھندہ عروج پر پہنچ گیا۔ قادیانی تو حکمرانوں کی حفاظت میں توہین کا وطیرہ اپنائے ہوئے تھے ہی البتہ اس کی مختلف شکلیں اختیار کی جاتی رہیں انہوں نے بین الاقوامی عیسائی دنیا کو مسلمانوں کے مقابل لا کھڑا کرنے کا منصوبہ بنایا اور زیر اثر علاقوں کے بھنگیوں اور جمعداروں کو اس مکروہ کام پر لگا دیا۔ نتیجتہ" ان بھنگیوں کو عدالتی کٹہروں سے نکال کر بین الاقوامی "ہیروز" کا روپ دے دیا گیا۔ اپنے گمان میں اندرون و بیرون فضا ہموار کر کے اب امریکہ بہادر اپنی کینچلی سے باہر آ رہے ہیں چنانچہ امریکی وزارت خارجہ کی اہم رکن رابن رافیل کا قادیانیوں پر ظلم کا راگ اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کو ابھار کر احتجاج پر مجبور کر دیا جائے اور ان پر "اسلامی دہشت گرد" کا ٹھپہ لگا کر مصر اور الجزائر کی طرز پر کارروائی کا جواز پیدا کیا جائے۔ حزب اقتدار کی طرح حزب اختلاف کی بڑی جماعتیں بھی امریکی اسلام دشمن پالیسی کی تائید پر گامزن نظر آتی ہیں اس حال میں

مسلمانوں کو خود ہی ناموس رسالت کی حفاظت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہوگا۔ حکومت کے کار پرداز اور عدالتوں کے ذمہ دار جج صاحبان نے اگر اسلام کا دامن چھوڑنے کا واقعی فیصلہ نہیں کرلیا تو ان کی اور مسلمانوں کی فلاح کا یہی راستہ ہے کہ شعائر اسلام کی حفاظت کو حکومتی ذمہ داریوں میں سرفہرست رکھیں اور قانون تحفظ ناموس رسالت کے موثر انداز میں نفاذ کے لئے عملی اقدامات کریں ــــــــ بصورت دیگر یہ رائے قائم کرلینا کہ توہین رسالت کا ارتکاب ہوتا رہے۔ حکومت اس مکروہ فعل کی پشت پناہ بنی رہے اور مسلمان اس کو گوارا کرلیں گے اور بامر مجبوری برداشت کرتے رہیں گے۔ جنت الحمقاء کے باسیوں کا وطیرہ ہوگا۔ یہ تسلیم کہ باطل قوتیں مسلمانوں پر سیاسی بالادستی رکھتی ہیں مگر اس کے بھی کچھ حدود ہونے چاہئیں۔ حدود سے تجاوز کا انجام عظیم سوویت روس بھگت رہا ہے اگر امریکہ بہادر کو بھی شوق چرایا ہے تو روس کی طرح کھل کر سامنے آئے۔ قادیانی اقلیت مسلمان اکثریت کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر پاکستان کی بیوروکریسی پر تسلط جمارہی ہے اور ساتھ ہی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے۔ مسلمان اکثریت مظلومیت کا شکار ہے' پاکستان کے ہر شعبہ زندگی میں اس اکثریت کے حقوق پامال کئے جارہے ہیں اور مغربی جگادری اس پر بھی مسلمان اکثریت کو مزید بے دست و پا بنانے کے مطالبے کررہے ہیں۔ "الدین النصیحہ" کے تحت حکمرانوں اور ان کے حواریوں سے ہماری گزارش ہے کہ "نوشتہ دیوار" پڑھنے کی کوشش کریں اور اخلاص کے ساتھ ملک میں قانون کی حکمرانی کا راست طریقہ اختیار کریں۔ قانون کو موم کی ناک بنانے اور اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار بننے کا تجربہ افغانستان میں اچھی طرح کیا جاچکا ہے۔ پاکستانی حکومتی حلقوں کو مہلت خداوندی سے فائدہ اٹھانے کی فکر کرنی چاہئے۔ نظام کائنات کی بقاء ناموس رسالت کے ساتھ وابستہ ہے۔ حکمران طاقت کے زعم میں اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار بن کر ایسے تجربے سے گزرنا چاہتے ہیں تو پھر تمام نتائج کی ذمہ داری کے لئے خود کو تیار رکھیں۔

جسٹس شفیع محمدی شریعت عدالت کے جج مقرر ــــــــ اللہ رحم کرے!

خبر ہے کہ اسلام کے چودہ سو سال تک متفقہ قانون نکاح و طلاق کو "حلالہ" کے عنوان سے استہزاء کا نشانہ بناکر بدکاری کو قانونی رنگ دینے والے جج شفیع محمدی کو شریعت عدالت کا جج مقرر کردیا گیا ہے۔ عدالتوں میں سیاسی بنیادوں پر ججوں کے تقرر نے پاکستان کے عدالتی وقار کو عدم اعتماد کی پرخار وادی میں دھکیل دیا ہے۔ شریعت عدالت کا بھرم ابھی تک قائم تھا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مغربی کلچر کے پھیلاؤ میں معاونت کی خاطر حکومت نے اس بھرم کو بھی توڑنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی پر عمل پیرا ہے۔ اسلامی قانون اور اس کے اصول و مبادی پر تفیسلانہ دسترس سے عاری نام نہاد مدعیان اجتہاد نے پہلے ہی اسلامی قانون کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ شفیع محمدی جیسے بزعم خود مجتہد کو شریعت عدالت کا جج مقرر کرنا عدالتی نظام اور مسلمان عوام پر ظلم کے مترادف ہے۔ کیا حکمران اس قدر بے بہرہ و بے توفیق ہوچکے ہیں کہ طبی اداروں میں انجینئر اور انجینئرنگ کے اداروں میں ڈاکٹروں کا تقرر کیا جانے لگے گا؟ شریعت عدالت کی کرسی تو ماہرین شریعت کے لئے ہی مختص رہنی چاہئے ورنہ مذہبی و قانونی فساد کو قانون کی سند حاصل ہوجائے گی۔ پھر ایسے فساد کی سرحدیں متعین کرنا مشکل ہوجائے گا۔

سیاسی کھیل میں عمران خان کی شمولیت ــــــــ یہودی سازش اور قادیانی حمایت

مغرب کے پروردہ پاکستان کے مشہور کھلاڑی سیاسی کھیل میں شامل ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ موافق مخالف مواد شائع کیا جارہا

ہے۔ عمران خان کے یہودی سسر سر جیمس گولڈ اسمتھ برطانیہ کے مال دار ترین شخص ہیں۔ انہوں نے عمران کی شادی کے وقت ہنری کسنجر سمیت مغربی دنیا اور صیہونی تحریک سے وابستہ یہودیوں کی موجودگی میں اعلان کیا تھا کہ مجھے اپنی ساری دولت خرچ کرکے بھی عمران کو پاکستان کا وزیر بنوانے میں دریغ نہیں ہوگا۔ پھر مغربی کلچر کے پروردہ و دلدادہ عمران کو بنیاد پرست ثابت کرنے کے لئے کرائے کی تحریریں اخبارات کی زینت بنائی گئیں۔ یوں فضاء کو ہموار کرکے عمران کے سیاسی کھیل میں شمولیت کا اعلان کیا گیا۔ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے اعلیٰ مناصب پر تمکن و استقرار کی بنیاد ہی یہودی وفاداری پر استوار ہوتی ہے۔ مگر اب تک وفاداری کے یہ معاہدے علی الاعلان نہیں بالواسطہ ہوا کرتے تھے۔ عمران پہلے شخص ہیں جن کی تقرری کے لئے یہودی زبان سے واضح اعلان ہوا ہے۔ قادیانی لابی عمران کو ایک راہنما کے طور پر سامنے لانے کی جو بھرپور کوشش کررہی ہے اس کی جھلک قادیانیت کے ماہر وکیل اشرف سہیل ایڈیٹر ہفت روزہ "مہارت" لاہور کی درج ذیل تحریر سے عیاں ہے لکھتے ہیں کہ:

> قارئین مہارت اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مہارت نے عمران کیلئے قیادت کا راستہ ہموار کرنے کی کوششوں کا آغاز کر رکھا ہے ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ کل کا مورخ جب پاکستان کی تاریخ مرتب کرے گا وہ مہارت کا ذکر اس حوالے سے کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ پہلا پاکستانی جریدہ ہے جس نے عمران جیسے جوہر کی شناخت کی اور اس کو پاکستان کی سیاست، معاشرت، اقتصادیات حتیٰ کہ قیادت کی کلی ذمہ داریوں کے لئے ایک مثالی راہنما کے طور پر سامنے لانے کا بیڑہ اٹھایا۔ مہارت کی یہ کاوش اس لحاظ سے بھی آنے والے دنوں میں مثالی اور قابل ستائش ہوگی کہ یہ کام مہارت اور اس کی انتظامیہ کسی بھی لالچ، یا ہوس کے لئے نہیں کررہی کیونکہ عمران کے حوالے سے اپنے پہلے باقاعدہ مضمون ـ جس کے بعد ہم نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اگرچہ ہمارے مدیر منتظم جناب ناصر ایم فیروز گزشتہ سال کے وسط میں عمران کے نام اپنے پہلے کھلے خط میں بھی عمران کو قیادت کے میدان میں آنے کی اپیل کرچکے ہیں .....میں بھی راقم نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ یہ تحریر لکھنے کے وقت تک ہمارا عمران سے کوئی رابطہ نہیں البتہ ان کے کردار اور اعمال بتارہے ہیں کہ وہ پاکستان کے آنے والے کل کا میر کارواں ہے اور ہم بغیر کسی ذاتی لالچ، صلہ یا ہوس کے اس کے لئے اپنی کوشش کا آغاز کررہے ہیں۔ (ج ۶ ش ۴ ص ۲۵)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں تقریب منعقد کرنا گستاخ رسول کی پذیرائی کرنا ہے۔

پاکستان کو لعنتی ملک کہنے والے ڈاکٹر عبدالسلام پر مقدمہ قائم کیا جانا چاہئے۔

ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان (پ ـ ر) برطانیہ میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف توہین آمیز ریمارکس پاس کرنے والے کے اعزاز میں تقریب منعقد کرنا کسی بھی طور درست نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام راسخ العقیدہ قادیانی ہے اور اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے پر یقین رکھتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان نے اپنے جاری کردہ ایک بیان میں پاکستانی سلمان رشدی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں تقاریب منعقد کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام تمام قادیانیوں کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ مانتا ہے اور آنحضرت ﷺ اور اہل بیت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو اپنے دین کا بنیادی عقیدہ سمجھ کر اس پر یقین رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو ملکی سطح پر پذیرائی دینا دین اسلام کی براہ راست توہین کے مترادف ہے۔ ترجمان نے کہا کہ آج اس شخص کی شان بیان کی جارہی ہے جس نے صدر کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے پاکستان کو لعنتی ملک کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ترجمان نے کہا وہ شخص جو پاکستان اور سابق وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی تضحیک کرنے میں ملوث رہا تھا وہ آج پاکستان کا ہیرو سمجھا جارہا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اگر ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کا اتنا ہی مخلص ہے تو وہ پاکستان کیوں نہیں آتا۔ ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے فیصلے کے بعد سے وہ پاکستان کو لعنتی ملک کیوں کہنے اور سمجھنے لگا ہے۔ ترجمان نے حکومت کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے قادیانیوں سے ہوشیار رہے جو بظاہر شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بن رہے ہیں لیکن درحقیقت وہ موجودہ وزیراعظم سے ان کے والد کے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے مستحسن فعل کا بدلہ لے رہے ہیں۔ ترجمان نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس تقریب کے انعقاد کے ذمہ دار حضرات کو فی الفور ان کے عہدوں سے برطرف کرے اور ڈاکٹر عبدالسلام پر پاکستان کی تضحیک کرنے کے الزام میں مقدمہ قائم کرے۔

○

حسد کی بیماری اور اس کا علاج

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حسد ایک بیماری ہے دل کی' جس کے معنی ہیں کسی کی نعمت سے جلنا' ایک شخص کے پاس ہم کوئی نعمت دیکھتے ہیں مثلاً" اس کو کھانے کو اچھا ملتا ہے' یا پہننے کو اچھا مل گیا کوئی رشتہ اچھا ہو گیا' مکان اچھا بن گیا' اس کا کاروبار چمک گیا' اس کو کوئی حیثیت مل گئی' کوئی عہدہ مل گیا' اس کی ان نعمتوں کو دیکھ کر بعض لوگوں کے دل میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اس کو یہ چیز کیوں ملی؟ اور جی یوں چاہتا ہے کہ اس کے پاس سے یہ نعمت چھن جائے' یہ تو حسد کہلاتا ہے اور اگر کسی کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ نعمت عطا فرمادیں تو اس کو غبطہ یعنی رشک کرنا کہتے ہیں' اس رشک میں اس شخص سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا نہیں ہوتی' یعنی یہ تمنا نہیں ہوتی کہ یہ نعمت اس کے پاس نہ رہے' بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور زیادہ عطا کرے' لیکن یہ تمنا بھی ہوتی ہے کہ کاش یہ نعمت مجھے بھی مل جائے آدمی کا دل نعمت کے حصول کے لئے للچاتا ہے' یہ رشک ہے' اس کی اجازت ہے کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے .... کہ جب بھی کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے کہ یہ نعمت مجھے بھی مل جائے" آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

لاحسد الافی اثنین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ' علی ھلکتہ فی الحق' وجل' اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۲)

یعنی لائق رشک صرف دو آدمی ہیں۔"

یہاں حسد سے غبطہ اور رشک مراد ہے' مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اگر کوئی لائق رشک ہے تو صرف دو آدمی ہیں جن پر آدمی کو رشک کرنا چاہئے۔

"ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے' مال عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلط کر دیا' اس کے ہلاک کرنے پر' یعنی اس کے خرچ کرنے پر حق کے راستوں میں۔"

کہ وہ نیک کاموں میں مال کو خرچ کرتا ہے' تو یہ شخص قابل رشک ہے' اس سے معلوم ہوا کہ محض مال کا مل جانا قابل رشک نہیں' کسی آدمی کو مال مل جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دیں' رضائے الٰہی کے مطابق اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کی تو ایسا شخص واقعی لائق رشک ہے' اور اگر مال مل گیا لیکن وہ اس کو غلط راستوں پر خرچ کرتا ہے تو یہ شخص لائق رشک نہیں اس کی تمنا نہیں کرنی چاہئے اور دوسرا آدمی لائق رشک وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا وہ اپنے علم کے ساتھ خود بھی منتفع ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی نفع پہنچاتا ہے' یہ شخص بھی لائق رشک ہے کہ اللہ ہمیں بھی ایسا بنادے' تو یہ دو آدمی لائق رشک ہیں۔ گویا دنیا کی نعمتوں میں صرف دو نعمتیں ایسی ہیں جن پر رشک کیا جائے ایک یہ کسی کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائیں اور وہ مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہو' دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لوگ چار قسم کے ہیں ایک وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا فرمایا اور علم بھی عطا فرمایا۔ اور وہ اس مال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس کو علم کے مطابق نیکی کے مصارف میں خرچ کرتا ہے' مسجدیں بنواتا ہے' مدارس بنواتا ہے' غریبوں' محتاجوں' بیواؤں اور یتیموں کی خدمت کرتا ہے' رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کرتا ہے' مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔

"فھذا بافضل المنازل"

یہ شخص سب سے افضل اور اعلیٰ ترین مرتبے میں ہے۔ اور ایک شخص وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا لیکن مال نہیں دیا یہ اس پہلے آدمی کو دیکھ کر بہت ہی رشک کرتا ہے اور دل میں یہ تمنا کرتا ہے کہ اے کاش! مجھے بھی مال مل جاتا تو میں بھی اسی طرح اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرتا جس طرح یہ شخص خرچ کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

"فاجرھما سواء"

اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی نیت پر اتنا ہی اجر عطا فرمائیں گے جتنا خرچ کرنے والے کو عطا فرماتے ہیں دونوں کا اجر برابر ہے۔

تیسرا آدمی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے لیکن علم نہیں دیا' وہ اس مال میں خبط کرتا ہے نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ نہ خیر کے کاموں میں خرچ کرتا ہے اور نہ دین کے راستوں میں خرچ کرتا ہے' وہ مال کو خرچ کرتا ہے اپنی خواہش نفس پر خرچ کرتا ہے لغویات میں' خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر' یہ شخص سب سے بدترین

مرتبے کا ہے' اور ایک چوتھا آدمی ہے' اللہ تعالیٰ نے نہ علم دیا نہ مال دیا' یہ اس تیسرے آدمی کو دیکھ کر کہتا ہے کہ کاش! ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم بھی ایسا ہی کرتے کہ اس نے لڑکے کے ختنے کی تقریب کیسی شاندار کی' کنجریاں نچوائیں ڈھول بجائے' ہمارے پاس پیسہ ہوتا تو ہم بھی یہ سب کچھ کرتے' دیکھو! اس نے کیسی دھوم دھام سے شادی کی۔ اور اس پر کتنا خرچ کیا' ہمارے پاس دولت ہوتی تو ہم بھی اسی طرح کرتے۔ اسی طرح مال دار کے گھر جتنے غلط کام ہوتے ہیں' یہ سب پر رشک کرتا ہے اور افسوس کرتا ہے کہ اس کے گھر میں ٹی وی ہے فلاں فضول چیز ہے فلاں غلط چیز ہے ہمارے پاس پیسے نہیں' اگر ہوتے تو ہم بھی یہ ساری چیزیں گھر میں لا ڈالتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تہو نیتو نوزر ھماسوا

(رواہ الترمذی وقال حدیث صحیح مشکوٰۃ ص۴۵۱)

اس کو اس کے ارادے اور قصد کی وجہ سے اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا کہ اس تیسرے آدمی کو ملے گا۔ نعوذ باللہ بڑا بدقسمت ہے یہ شخص کہ اپنے جہل کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے گناہ گار ہوگیا' اور گناہ گاری میں حصہ لے لیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ رشک تو یہ ہے کہ ہم کسی شخص کی ریس کرنا چاہیں۔ دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائیں۔ تو بھئی اگر رشک کرنا ہے تو کسی نیکی پر کرو کسی کی برائی پر کیا رشک کرنا ہے۔ یہ دو آدمی ہیں قابل رشک' ان پر کرو۔

ایک ہوتا ہے حسد' یعنی کسی کی نعمت کو دیکھ کر جل جانا کہ اس کو یہ نعمت کیوں ملی؟ اور کسی کی نعمت کو برداشت نہ کر سکنا' یہ تمنا کرنا کہ کاش یہ نعمت اس کے پاس نہ رہے' مجھے بھلے ملے یا نہ ملے' یہ حسد دل کی بیماری ہے' اور منشاء اس کا تکبر ہے' یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھا' اس کو چھوٹا سمجھا حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اے مومن تو کسی مسلمان بھائی کی نعمت کو دیکھ کر اس پر کیوں حسد کرتا ہے۔ کیوں جلتا ہے اس لئے کہ اس کو جو نعمت ملی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملی ہے اور تم کو جو نہیں ملی یہ بھی من جانب اللہ بات ہے' اب جو تم اس پر حسد کرتے ہو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ شخص اس نعمت کا اہل نہیں

البنایہ شرح ہدایہ (عربی)

یہ علامہ عینی مصری شارح بخاری کی تصنیف ہے۔ ہدایہ کی تمام شروح کی نسبت زیادہ مفصل۔ نافع اور جامع ہے۔ ہدایہ کی عبارت حل کرنے اور فقہ وحدیث کے مباحث لانے میں بے مثال ہے، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

" وھو من انفع الشروح حلا لغوامض الکتاب ثم جمعا بین ابحاث الفقہ و الحدیث (مقدمہ نصب الرایۃ ص۱۵)" اور حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی دامت برکاتہم لکھتے ہیں۔

" وشرحہ ھذا یفوق علی شروح الآخرین فانہ جعل الکتاب ممزوجا فی شرحہ لا یترک کلمۃ الا شرحھا ولا معضلۃ الا فتحھا۔ یسوق الدلائل ویوضح المسائل ویبین اللغات ویظھر التراکیب واعراب الکلمات ویستدل بالاحادیث والآثار ویتکلم فی رواۃ الاخبار ولا یصطبر قلمہ السیال حتی یبین کل ما یحتاج الیہ الطالبون وفحول الرجال (مقدمہ البنایہ ص۶)

ہدایہ کی یہ بے بدل شرح تصحیح کے پورے اہتمام اور بقدر ضرورت عربی حاشیہ کے ساتھ ہمارے ہاں زیر طبع ہے۔ حاشیہ میں احادیث کی تخریج بھی ہے۔ ہدایہ جزو اول کتاب الحج کے آخر تک پانچ ضخیم جلدیں (تقریباً اڑھائی ہزار صفحات) طبع ہو چکی ہیں۔ باقی زیر تصحیح وطباعت ہیں۔ پانچ مجلد جلدوں کی عام قیمت ۸۷۰/- روپے ہے۔

اہل علم کیلئے خاص رعایت ہوگی۔

ناشر

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان پاکستان

فون نمبر ۴۱۰۹۳

تھا' اس کو نہیں ملنی چاہئے تھی' یہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے' گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو تقسیم نہیں کرنا آتا۔ نعوذ باللہ تبھی تو تم اعتراض کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس شخص کو کیوں دے دی؟ تمہیں معلوم ہوگا دنیا کا سب سے پہلا کافر اس حسد کی وجہ سے بنا شیطان کو اسی حسد نے شیطان بنایا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا اور فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو' ملائکہ کو کیا عذر تھا؟ جبریل ہیں' اسرافیل ہیں' میکائیل ہیں' عزرائیل ہیں' ملائکہ مقربین ہیں' حاملین عرش ہیں' بڑے بڑے درجے کے فرشتے ہیں لیکن سب حکم الٰہی کے تابع ہیں' دل و جان کے ساتھ حکم الٰہی کے مطیع ہیں۔

" لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون"

ان کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہو جائے اس کی نافرمانی نہیں کرتے' اور ان کو جو حکم ہو جائے اسے کر ڈالتے ہیں' فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو' مالک کا حکم تھا بغیر توقف کے تمام کے تمام فوراً" سجدہ میں گر گئے سب کے سب مل کر آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ بجالائے' "الا ابلیس" مگر ابلیس' آدم علیہ السلام کے سامنے نہیں جھکا اس نے سجدہ سے انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے پوچھا تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟

" قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین"

کہنے لگا کہ آدم کو سجدہ نہیں کر سکتا کیونکہ میں اس سے بہتر ہوں' آپ نے مجھے آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے' اب میں بڑا اور یہ چھوٹا' اور بڑے کو یہ کہنا کہ وہ چھوٹے کے سامنے جھکے یہ حکمت کے خلاف ہے' تو شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا' لیکن آدم علیہ السلام پر حسد کرنا در حقیقت اعتراض تھا اللہ تعالیٰ کے فعل پر' نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب تھا کہ آپ کا یہ حکم غلط ہے۔

شیخ" فرماتے ہیں تم جو کسی کی نعمت کو دیکھ کر حسد کرتے ہو' اور جلتے ہو ذرا یہ تو سوچو کہ نعمت کے عطا کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں' یہ نعمت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے' تو تم گویا یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ غلط ہے (نعوذ باللہ) اب تم ہی بتاؤ تمہارا مقام کیا ہوگا؟ جو شخص کہ فیصلہ الٰہی پر اعتراض کرتا ہو اس کا مقام کیا ہے؟ حسد کا دوسرا منشاء یہ ہو سکتا ہے کہ مجھے ملنی چاہئے تھی یہ نعمت' مجھے کیوں نہیں ملی' یہ دوسری طرف سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیوں محروم رکھا؟ تم جب کہتے ہو کہ یہ چیز مجھے ملنی چاہئے تھی تو گویا تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ یہ تمہارا ذاتی استحقاق ہے۔ ابلیس نے بھی تو یہی کہا تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں' میں اس کا مستحق تھا کہ آدم میرے سامنے سجدہ کریں نہ یہ کہ الٹا مجھے کہا جائے کہ میں آدم کو سجدہ کروں' تو نعمت کو تم نے اپنا ذاتی استحقاق سمجھا' ذاتی استحقاق سمجھتے ہوئے ہی تو شیطان نے فیصلہ خداوندی پر اعتراض کیا کہ اس نعمت کا حق تو میرا تھا آپ نے میرے بجائے آدم کو یہ نعمت دے دی۔ تو حاسد ایسا احمق ہے کہ وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر معترض ہے .... اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس کے جلنے سے ہوگا کچھ نہیں جس پر حسد کر رہا ہے' اس کی نعمت زائل نہیں ہوگی' بلکہ یہ خود جلتا رہے گا' دنیا میں بھی جلے گا اور آخرت میں بھی جلے گا' یہاں حسد کی آگ میں جلتا ہے' وہاں جاکر جہنم کی آگ میں جلے گا۔

اور یہ حسد کی بیماری بہت سی برائیوں کا منبع ہے جب اس کو کسی پر حسد ہوگا تو لوگوں کے سامنے اس کی برائی بیان کرے گا تاکہ لوگوں کے دل میں اس کی عزت نہ رہے کیونکہ یہ سمجھے گا کہ لوگوں کے دل میں اس کی عزت ہے' میری نہیں' اس نعمت کی وجہ سے اس کو نیچے گرانا چاہے گا تو اس کی برائیاں کرے گا' اس کو کوئی نہ کوئی ایذا پہنچانے کی کوشش کرے گا' اس کو کسی نہ کسی طرح ستائے گا' یہ وہ تمام افعال ہیں جن کی وجہ سے یہ غضب الٰہی کا مورد بنے گا۔ کسی مسلمان کی غیبت کرنا بھی کبیرہ گناہ' کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا بھی کبیرہ گناہ' یہ کوئی نہ کوئی تہمت تراشے گا کوئی نہ کوئی بات بنائے گا لوگوں کے ذہن کو اس کی طرف سے پھیرنے کے لئے کوئی نہ کوئی افسانہ تراشے گا۔ تو غیبت' بہتان تراشی اور ایذاء رسانی جیسے گناہ اس حسد سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب

(رواہ ابوداؤد' مشکوٰۃ ص ۴۲۸)

"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا لیتی ہے۔"

یہ حاسد بیچارہ حسد میں ایسا مشغول ہے کہ اول تو اس سے نیکیاں کی ہی نہیں جائیں گی' جس شخص کو فیصلہ خداوندی پر اعتراض ہو وہ نیکی کیا کرے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ناخوش ہو اس کو طاعت و عبادت کی توفیق کیسے ہوگی؟ وہ تو آگ میں جلے گا' اور پھر حسد کرنے کی وجہ سے اس سے گناہ سرزد ہوں گے کسی مسلمان کی غیبت کرنے کے' اس پر بہتان لگانے کے' اس کو ستانے کے' اس کے خلاف کوئی تدبیر کرنے کے' لوگوں کو برگشتہ کرنے کے' اور آخرت کا اصول یہ ہے کہ جتنی کسی مسلمان کی برائی کرے گا' اس کو ستائے گا' قیامت کے دن اس کی اتنی نیکیاں لے کر مظلوم کو دلوادی جائیں گی' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اتدرون ما المفلس"

جانتے ہو مفلس کون ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا: ہم تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو' مال و دولت نہ ہو' ارشاد فرمایا کہ "میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ' زکوٰۃ (اور دیگر اطاعات)

لے کر آئے' لیکن اس حالت میں آئے کہ اس کو گالی دی تھی' اس پر تہمت لگائی تھی' اس کا مال کھایا تھا' اس کا خون بہایا تھا' اس کو مارا پیٹا تھا' پس اس کی کچھ نیکیاں یہ لے گیا' کچھ وہ لے گیا اس کے ذمہ جو حقوق ہیں اگر وہ ادا نہیں ہوئے کہ نیکیاں ختم ہوگئیں' تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے گئے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا گیا۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۳۵ بروایت مسلم)

تو یہ اپنے خیال میں لوگوں سے دشمنی کررہا ہے لیکن اتنا احمق ہے نادان ہے کہ کمائی بھی کا اننی دشمنوں کو کرکرکے دے رہا ہے' کماتا ہے اور کمائی کرکے ان کے بینک میں جمع کروارہا ہے۔

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

میرے دو غلام ہیں' مجھے جھٹلاتے ہیں' میری خیانت کرتے ہیں' نافرمانی کرتے ہیں' اور میں ان کو گالیاں بکتا ہوں' مارتا پیٹتا ہوں' یارسول اللہ میرا اور ان کا معاملہ قیامت کے دن کیسا رہے گا؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا' انہوں نے جو تیری خیانت کی ہوگی' جتنی نافرمانیاں کی ہوں گی اور تجھے جھٹلایا ہوگا' قیامت کے دن اس کا بھی میزانیہ تیار کرلیا جائے گا' اور تو نے جو ان کو گالیاں دی ہوں گی' ان کو مارا پیٹا ہوگا' ان کو تکلیف پہنچائی ہوگی' اس کی بھی میزان لگادی جائے گی' پھر دونوں کا وزن کرلیا جائے گا' اگر دونوں برابر ہوگئے تو نہ تجھے کچھ دینا پڑا نہ لینا پڑا' اور اگر ان کا ستانا زیادہ تھا اور جو تم نے سزا دی وہ کم تھی تو تم بچت میں رہے' اور اگر تم نے سزا زیادہ دی تھی اور ان کا قصور کم تھا تو زیادتی کے بقدر تم سے ان کا بدلہ لیا جائے گا اور تمہاری نیکیاں لے کر ان کو دے دیں گے۔ وہ شخص یہ سن کر مسجد کے کونے میں بیٹھ کر رونے لگا' آنحضرت ﷺ نے اس کو بلوایا اور فرمایا روتے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ فلا تظلم نفس شیئا

(انبیاء آیت نمبر ۴۷ پ نمبر ۱۷)

اور ہم قائم کریں گے انصاف کے تول قیامت کے دن' سو ظلم نہیں کیا جائے گا کسی نفس پر ذرا بھی اور اگر رائی کے دانے کے برابر کوئی عمل ہوگا' اچھا یا برا ہم اس کو لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے۔"

وہ صاحب کہنے لگے یارسول اللہ! بچت کی صورت تو یہی نظر آتی ہے کہ میں ان سے اپنا معاملہ ختم کردوں۔ اور یارسول اللہ! اور میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ لوجہ اللہ آزاد ہیں' میں ان کو آزاد کرتا ہوں۔

بڑا ہی احمق ہے وہ شخص جو نیکیاں کرے اور نیکیاں کرکے پھر اپنے دشمنوں کو' جن سے وہ دشمنی رکھتا ہے' ان کے کھاتے میں جمع کروادے' اپنے خیال میں یہ ان کی برائی کررہا ہے' ان کی غیبت کررہا ہے' ان کو گرانا چاہتا ہے' ان کو ایذاء دینا چاہتا ہے' کبھی اس کے خلاف خفیہ سازشیں کرتا ہے' بعض لوگ تعویذ گنڈے کرتے ہیں' بعض لوگ ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں' اور بعض جادو کرتے ہیں اس کا کام نہ ہو' یہ سب اسی بیماری کی شاخیں ہیں وہ جو اپنے اندر ہے' یعنی حسد کی جو بیماری ہے' یہ سب اس کی شاخیں ہیں' اور وہ جو تمہاری نیکیوں کو کھارہی ہیں۔

ایک دفعہ ہم تبلیغی چلہ میں گئے ہوئے تھے' میرے چھوٹے بھائی عبدالستار بھی میرے ساتھ تھے' ادھر پشاور کے علاقے میں گئے ہوئے تھے' کبھی جماعت کے ساتھیوں میں باہم رنجش ہوجاتی ہے۔ بعض دفعہ بعض ساتھی اناڑی آدمی ہوتے ہیں اصولوں کی پابندی نہیں ہوتی' فہم پورا نہیں ہوتا' آپس میں رنجش ہوجاتی ہے' چنانچہ ہمارے ساتھیوں میں بھی ایک ساتھی کا دوسرے کے ساتھ کچھ ایسا معاملہ ہوگیا' تو میرے بھائی صاحب کہنے لگے کہ دراصل اس راستے میں نیکیاں بہت ملتی ہیں' اللہ کے راستے میں نکل کر نیکیاں بہت ملتی ہیں' اور شیطان نہیں چاہتا کہ ہم ساری نیکیاں محفوظ کرکے لے جائیں' وہ چاہتا ہے کہ ہماری نیکیوں کی اس ٹینکی میں کوئی سوراخ کردیا جائے۔ تاکہ پانی ٹپکتا رہے اور ٹینکی خالی ہوتی رہے' اس لئے وہ ایسے شوشے چھوڑتا ہے ہمارے ساتھیوں کے درمیان تاکہ وہ اپنی نیکیوں کی خرجیاں بھر کر نہ لے جائیں' کچھ نہ کچھ بوجھ ہلکا کرتے جائیں' اللہ کے بندو! یہ سوچو کہ ہم سے نیکیاں ہوتی ہی کتنی ہیں اور جو تھوڑی بہت بن پڑتی ہیں وہ بھی لوگوں کو دے کر چلے جاتے ہو؟

تو شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندے تو کسی مسلمان پر حسد کیوں کرتا ہے۔ اس کو نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اگر تجھ کو اس پر اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمت کیوں عطا فرمائی ہے تو تو شیطان کا چھوٹا بھائی ہے اس لئے کہ اس نے بھی یہی اعتراض کیا تھا' تیری ضد میں شخص کے ساتھ نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے تو دشمنی اس کے ساتھ نہیں کررہا' بلکہ دشمنی اللہ تعالیٰ سے کررہا ہے ادھر اگر تجھے یہ شکایت ہے کہ یہ نعمت مجھے کیوں نہیں دی گئی تو اس میں دو قباحتیں ہیں ایک یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کہ اللہ نے تیرے ساتھ ناانصافی کی ہے کہ یہ نعمت تجھے نہیں دی۔

شیخؒ فرماتے ہیں کہ جانتے نہیں ہو کہ حق تعالیٰ حکیم و علیم ہیں' ان کا جو معاملہ جس کے ساتھ بھی ہے وہ علم و حکمت پر مبنی ہے' تم کون ہوتے ہو دخل دینے والے؟ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی نور اللہ مرقدہ بہت اچھی بات فرماتے تھے' فرماتے تھے تم دوسروں کی طرف دیکھتے ہی کیوں ہو؟ تم یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ میرے ساتھ کیسا ہے؟ زید کے ساتھ یہ ہے' عمر کے ساتھ یہ ہے' بکر کے ساتھ یہ ہے' تم لوگوں کے بکھیڑے میں پڑتے ہی کیوں ہو؟ تم یہ دیکھو میرے ساتھ اللہ کا معاملہ کیا ہے؟ کوئی ضرورت ہے تو مانگو اللہ تعالیٰ سے ان کا دربار کھلا ہوا

ہے' بند تو نہیں ہوا' اللہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا' اور تمہاری زبان بھی چلتی ہے' اللہ کے فضل سے گونگی نہیں ہے' تمہارے ہاتھ پھیلانے کے لئے بھی موجود ہیں' اللہ کے سامنے ہاتھ کیوں نہیں پھیلاتے' کیوں اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے ہو' وہ بخیل تو نہیں ہے کہ تمہیں نہیں دے گا۔

اگر اس بات پر نظر ہو جائے بھئی کہ لوگوں سے کیا واسطہ؟ مجھے تو یہ دیکھنا ہے کہ میرے ساتھ میرے اللہ کا معاملہ کیا ہے' تو ہماری ساری بیماریوں کا علاج ہو جائے' آدمی کیوں کسی پر حسد کرے' کسی کے پاس نعمت دیکھ کر اس کے لئے دعائے برکت کرو' اللہ تعالیٰ اس میں اور برکت عطا فرمائے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد کا علاج یہ ہے کہ جس سے حسد ہو اس کے لئے ترقی کی خوب دعا کرے اور اس کے ساتھ احسان بھی کرتا رہے خواہ مال سے' یا بدن سے یا دعا سے' چند دنوں میں حسد دور ہو جائے گا۔"

(انفاس عیسیٰ)

اسی طرح جس سے حسد ہو لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کرو اس کی تعریف کرنے کو جی تو نہیں چاہے گا۔ جی تو یہ چاہے گا کہ اس کی برائی کروں' لیکن برائی نہ کرو' بلکہ تعریف کرو' اس میں تمہیں تکلف سے کام لینا پڑے گا' اور نفس کی خواہش اور چاہت کے خلاف کرنا پڑے گا اسی کا نام مجاہدہ ہے' اس مجاہدہ کی برکت سے رفتہ رفتہ حسد کی بیماری ان شاء اللہ جاتی رہے گی۔

یہ حسد کبھی تو ہوتا ہے دنیا کے مال و دولت پر' عام لوگ اس میں مبتلا ہیں' کبھی ہوتا ہے جاہ و مرتبہ پر کہ اس کو یہ مرتبہ کیوں مجھے کیوں نہیں ملا' کبھی ہوتا ہے کسی کے علم و فضل پر' اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے' یہ حسد مولویوں کی خاص بیماری ہے' ایک روایت میں ہے کہ چھ آدمی چھ جرموں کی وجہ سے ایک سال پہلے بغیر حساب کے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ امراء و سلاطین ظلم و جور کی وجہ سے' عرب عصبیت (قومی تفاخر) کی وجہ سے' گاؤں کے چوہدری تکبر کی وجہ سے' تاجر لوگ جھوٹ اور خیانت کی وجہ سے' علماء حسد کی وجہ سے' اور مالدار لوگ بخل کی وجہ سے۔

(کنز العمال ص ۱۸۷ ج ۱)

حکام ظلم اور جور کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہو اس کو عدل کا حکم ہے' حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"

(النساء ۵۸)

"اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ تم امانتیں امانت والوں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو حق و انصاف کا فیصلہ کرو۔"

جس کو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا فرمائی ہو' حکومت عطا فرمائی ہو' اقتدار عطا فرمایا ہو' اس پر عدل کو لازم کر دیا ہے ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ' ارشاد فرماتے ہیں:

یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ' بینکم محرما' فلا تظالموا"

(مشکوٰۃ ص ۲۰۳ بروایت مسلم)

"اے میرے بندے میں نے ظلم کو اپنے اوپر بھی بند رکھا ہے اور اس کو تمہارے آپس میں بھی حرام قرار دیا ہے اس لئے ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔"

یعنی جب میں نے ظلم اور ناانصافی کو اپنے اوپر بھی حرام کر رکھا ہے' تو تمہیں کیسے اس کی اجازت دوں گا جو چیز اللہ کے حق میں حرام ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے لئے بھی ممنوع قرار دے رکھا ہے تو وہ تمہارے لئے کیسے حلال ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کسی سے بے انصافی نہیں فرماتے اس لئے کسی کو ظلم کی اجازت بھی نہیں دیتے' تو حکام ظلم و جور کے مرتکب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ جہنم کا ایندھن بنتے ہیں اور گاؤں کے رئیس تکبر کے مرتکب ہوتے ہیں' ان کو تکبر کی وجہ سے اور تاجر لوگوں کو خیانت کی وجہ سے دوزخ میں داخل کیا جائے گا' تاجر لوگ گھپلا ضرور کرتے ہیں تجارت میں اور شیطان نے ان کے کان میں ایک بات پھونک دی ہے یہ منتر پھونک دیا ہے' شیطان کے بھی مختلف منتر ہیں' ہر ایک کو دم کرنے کے لئے اس نے الگ منتر ایجاد کئے ہوئے ہیں' اس نے تاجروں کے کان میں یہ منتر پھونک دیا ہے کہ میاں اگر تم نے یہ نہ کیا تو تمہاری تجارت ٹھپ ہو جائے گی' اس لئے تجارت میں کچھ نہ کچھ گھپلا ضرور کرنا پڑتا ہے' ایک چیز میں عیب ہے' تمہیں معلوم ہے اس میں عیب ہے' تم گاہک کو نہیں بتلاتے ہو' وہ انجان ہے' ناواقف ہے' وہ چیز کو لے جاتا ہے' اور تمہاری دیانت و امانت سے دھوکہ کھا جاتا ہے' تم خوش ہوتے ہو کہ ہم نے مال نکال دیا۔ مال نکال نہیں دیا بلکہ خیانت اپنے کھاتے میں ڈال لی ہے حدیث شریف میں ہے:

التجار یحشرون یوم القیٰمۃ فجارا الا من اتقی و بر و صدق۔"

(مشکوٰۃ ص ۲۴۴ بروایت ترمذی وغیرہ)

یعنی تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے' سوائے اس شخص کے جس نے تقویٰ سے کام لیا' نیکی سے کام لیا اور سچائی سے کام لیا' دیانت و امانت سے کام لیا۔"

اگر جھوٹ بول کر اور قسمیں کھا کر سودا بیچ دیا تو دو ٹکے تو ضرور مل گئے لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تم نے اپنا کتنا نقصان کر لیا' مومن کی شان تو یہ ہے کہ اس کے معاملے میں صفائی ہو' مجھے اپنے بچپن میں اپنی طالب علمی کے زمانے میں کتابوں کا بہت شوق ہوتا تھا اب بوڑھا ہو گیا ہوں مگر یہ شوق اب بھی کچھ کم نہیں ہے' اس شوق کی وجہ سے میں گرمی کے دنوں میں کتب خانوں میں گھومتا رہتا تھا ہمارے ملتان میں ایک کتب خانہ تھا' جس کے مالک مولانا عبدالتواب تھے' اہل حدیث تھے' بے چارے اپاہج تھے' رینگ کر چلتے تھے' ایک دن مجھے ایک کتاب

بہت پسند آئی‘ میں نے کتاب نکالی اور ان سے پوچھا کہ اس کی کتنی قیمت ہے وہ مجھے فرماتے ہیں یہ آپ کے لینے کی نہیں‘ معیوب ہے اس میں عیب ہے‘ میں لے جاتا تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا‘ سالوں بعد بھی پڑھتا تو شاید پتہ چلتا‘ میں ان مولانا صاحب کی تاجرانہ دیانت سے بہت متاثر ہوا‘ میرے ایک اور دوست دکاندار تھے میں ان سے کوئی چیز خرید تا تو پوچھتا تھا کہ حاجی صاحب کیسی ہے یہ چیز؟ وہ فرماتے کہ آپ کے سامنے ہے‘ کبھی تعریف نہیں کرتے تھے کہ اچھی ہے لے لو‘ نہیں‘ بلکہ صرف یہ کہہ دیتے کہ تمہارے سامنے ہے‘ اب تو تاجر لوگ چیزوں میں کھوٹ ملاتے ہیں‘ ملاوٹ کرتے ہیں اور نامعلوم کیا کیا کرتے ہیں‘ دیانت اور امانت کا دامن ہم نے چھوڑ رکھا ہے‘ اور ماشاء اللہ سب کو تو نہیں کہتا‘ اللہ کی کچھ بندے اب بھی ہیں جو تجارت میں بھی دیانت و امانت سے کام لیتے ہیں‘ اور جس دن اللہ تعالیٰ کے یہ بندے نہیں رہیں گے اس دن آسمان اور زمین کی ضرورت نہیں رہے گی‘ ان کو توڑ پھوڑ دیا جائے گا‘

بلاشبہ ابھی اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے موجود ہیں‘ ورنہ اکثر لوگوں نے دیانت اور امانت کو چھوڑ رکھا ہے‘ جائز و ناجائز کا‘ حرام و حلال کا‘ کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا‘ ان کا کوئی تصور ہی نہیں کہ یہ بھی کوئی برائی ہے تو تاجر لوگ خیانت کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے اسی لئے حدیث میں فرمایا:

"تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اور نافرمان لوگوں کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے‘ مگر جس نے تقویٰ‘ سچائی اور نیکی سے کام لیا وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔"

اور ان کے مقابلے میں جو تاجر کہ صدق اور امانت سے کام لیتا ہو‘ صدوق‘ سچ بولنے والا‘ اور امین‘ امانت سے کام لینے والا ہو اس کے بارے میں فرمایا ہے:

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین والشہداء"

(مشکوٰۃ ص ۲۴۳)

یعنی جو تاجر کہ صادق و امین ہو اس کا حشر قیامت کے دن نبیوں‘ صدیقوں‘ شہیدوں میں ہو گا۔"

ان کے ساتھ اٹھایا جائے گا‘ اللہ تعالیٰ اسے ان کی معیت نصیب فرمائیں گے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ اپنا کام بھی کر رہا ہے اور اپنی آخرت بھی بنا رہا ہے‘ بھئی صدق و امانت کے ساتھ تجارت کرنے کا بڑا درجہ ہے‘ جبکہ آدمی دوسرے کاموں میں بھی متقی ہو‘ پرہیزگار ہو۔"

قاریوں کے بارے میں جو فرمایا اس سے مراد علماء بھی ہیں۔ قراء کے بارے میں فرمایا کہ یہ قاری لوگ حسد کی وجہ سے ایک سال پہلے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ حسد ان کی خاص بیماری ہے‘ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

یہ حسد کی بیماری دراصل احساس کمتری کی شاخ ہے‘ اصل میں آدمی جب سمجھتا ہے کہ اسے چھوٹا بنادیا گیا اور دوسرا بڑا بن گیا یا بنادیا گیا‘ تو قدرتی طور پر حسد پیدا ہوتا ہے‘ یہ کم ظرفی کی علامت ہے‘ حوصلہ بلند ہو آدمی کا تو پھر دوسرے پر حسد نہیں آتا‘ حسد ایسی بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے شیطان راندہ درگاہ ہوا۔ اور اس نے حکم الٰہی سے سرتابی کی

ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب" حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے نقل کرتے تھے کہ شیطان میں تین عیب تھیں‘ چوتھی عین نہیں تھی۔ وہ بڑا عالم تھا اتنا بڑا عالم کہ معلم الملکوت کہلاتا تھا‘ یعنی فرشتوں کا استاد‘ وہ عابد تھا اور اتنا بڑا عابد کہ اس نے آسمان کے چپے چپے پر سجدہ کیا تھا‘ وہ عارف بھی تھا یعنی اللہ کی معرفت اس کو حاصل تھی اور اتنا بڑا عارف کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرماتے ہیں۔

فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین" (الحجر ۳۴-۳۵)

نکل جا یہاں سے تو مردود ہے‘ اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہو گی۔"

لیکن وہ عین غضب کی حالت میں کہتا ہے:

"رب فانظرنی الی یوم یبعثون" (الحجر ۳۶)

"اے میرے رب مجھے مہلت دیجئے قیامت تک"۔

آپ مجھے راندہ درگاہ‘ تو کر رہے ہیں‘ یہ ایک بات تو منظور کر لیجئے‘ ظالم عین غضب کی حالت میں مانگ رہا ہے‘ کیا غصہ کی حالت میں کچھ مانگا جاتا ہے؟ حضرت فرماتے ہیں کہ شیطان عارف تھا‘ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اللہ تعالیٰ کو مغلوب نہیں کرتا

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ہاشمیہ رجسٹرڈ نمبر ۲۱۰

تعارف .... مدرسہ قاسم العلوم ہاشمیہ صحبت روڈ سبی بلوچستان ایک مشہور دینی ادارہ ہے مدرسہ ہذا ۱۹۷۳ء میں معرض وجود میں آیا ہے مدرسہ ہذا میں شعبہ حفظ و ناظرہ عربی‘ فارسی کی تعلیم مفت دی جاتی ہے ادارے میں مقیم طلباء کی تعداد تقریباً" پچاس کے لگ بھگ ہے اس کے علاوہ ساٹھ ستر شہری طلباء بھی دینی علوم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں مدرسہ ہذا کی کوئی آمدنی نہیں ہے صرف مخیر حضرات کے تعاون سے ادارے کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں تمام دینی دوست احباب سے گزارش ہے

مدرسہ ہذا کے غریب طلباء کو اپنی امداد سے فراموش نہ فرمائیں۔

الداعی الی الخیر مولوی عطاء اللہ ناظم مدرسہ قاسم العلوم ہاشمیہ صحبت روڈ سبی بلوچستان

اس حالت میں بھی مانگوں تو وہ دیں گے۔ یہ تو ہماری شان ہے کہ ہم غصہ سے مغلوب ہوجاتے ہیں' اور جب تک غصہ اترے نہیں اس وقت تک کسی کی سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے' لیکن اللہ تعالیٰ کا غضب ایسا نہیں۔

حضرت ؒ نے فرمایا کہ یہ تین عین تو شیطان میں تھے عالم تھا عابد تھا' عارف تھا' لیکن چوتھی عین اس کے پاس نہیں تھی' وہ عاشق نہیں تھا' اگر اللہ تعالیٰ کا عشق اس کو نصیب ہوتا اور اللہ کی محبت حاصل ہوتی تو حکم الٰہی سے سرتابی نہ کرتا بلکہ فوراً" حکم بجالاتا' کیونکہ عاشق محبوب کے حکم پر مرمٹتے ہیں۔

زبان تازہ کردن باقرار تو
بنگیختن علت از کار تو

"ہمارا کام تو ترے اقرار کے ساتھ زبان کو تازہ کرنا ہے' تیرے کاموں میں علتیں تلاش کرنا ہمارا کام نہیں"

ہم کون ہوتے ہیں کہ محبوب حقیقی کے حکم پر چوں چرا کریں' محبوب کی طرف سے جو حکم ہوجائے' عاشق اس کو بجالاتا ہے' اور اگر اہل عقل یہ کہیں کہ یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو' دوسرے لوگ اسے فہمائش کریں کہ محبوب کا جو حکم بجالائے یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے تو وہ کہے گا عقل اور ننگ و نام تمہیں مبارک ہو۔

مانمی خواهیم ننگ و نام را

محبوب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نہ ہمیں شرم کی پروا ہے نہ نام کی پروا ہے' اگر اس سے عزت ہوتی ہو تو اس کی پروا نہیں اگر بے عزتی ہوتی ہو تو اس کی پرواہ نہیں' بھئی اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کرو؟ لوگوں سے حسد کرو؟ یہ نہیں ہوسکتا۔ اہل علم میں جو حسد ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کچھ پکا ہوتا ہے کچھ کچا۔ بھئی ہم جیسے لوگوں کا علم کچا ہے' اور تم جانتے ہو نہ کہ کچا پھل تو کھٹا ہوتا ہے تلخ ہوتا ہے' اور گیلی لکڑی کو جلاؤ تو دھواں ہی دھواں ہوتا ہے' ہم لوگ اپنے دھوئیں میں رہتے ہیں' اگر علم میں پختگی پیدا ہوجائے تو ہم میں شرافت پیدا ہوجائے علم تو حقیقت سے آگاہ کرتا ہے لیکن عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ علم کچا رہتا ہے' ہم لوگ علم کو پکاتے نہیں ہیں اور وہ سوکھ جاتا ہے ہم لوگ بوڑھے ہوجاتے ہیں اور علم کچا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حسد پیدا ہوتا ہے' ایک عالم کو دوسرے عالم سے حسد ہوتا ہے۔ ایک عالم نے اچھی تقریر کی دوسرے کو حسد ہوگیا کہ لوگ اس کے معتقد ہوجائیں گے' گویا یہ تقریر کرنے والا بھی لوگوں کو معتقد کرنے کے لئے تقریر کررہا ہے' اللہ تعالیٰ معاف کرے اللہ کی رضا اس کا بھی مقصد نہیں' اور اس کے نزدیک بھی وہ جو دوسرا احمق حسد کررہا ہے اس کے نزدیک تقریر سے یا وعظ سے یہاں سے بس لوگوں کو معتقد بناتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من طلب العلم ليجاري به العلماء او ليماري به السفهاء او يصرف به وجوه الناس اليه ادخله الله النار۔

(مشکوٰۃ ص ۳۴ بروایت ترمذی)

جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ علماء سے بحث کرے گا یا احمقوں سے جھگڑا کرے گا یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۴ بروایت ترمذی)

تو یہ تمام علامتیں علم کے کچا ہونے کی ہیں کہ اس شخص کی نظر حقیقت پر نہیں گئی' اگر حقیقت پر نظر ہوتی تو حسد نہ ہوتا' اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھتا' اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض نہ کرتا' جس چیز پر اعتراض ہے اس چیز کو بڑا نہ سمجھتا' حالانکہ سب سے بڑی چیز اور سب سے بڑی دولت تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں' حق تعالیٰ شانہ ہمیں حسد سے اور تمام امراض روحانی سے محفوظ رکھیں' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا اور محبت نصیب فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

○

چہرے کے ڈنٹ دور کیجئے فون کوڈ نمبر (041) 690800 690801
پچکے گال، چہرے کے ڈنٹ کمزور دبلا پتلا جسم مذاق و پریشانی کا سبب ہیں، جسم کو موٹا مضبوط، طاقتور سرخ، خوبصورت سمارٹ دلکش بنانے، بھوک کی کمی، بدہضمی، پٹھوں جگر و معدہ کی کمزوری گرمی اور پرانے دردیں، نزلہ کیرا، بلغم [ٹانسلز کا علاج بغیر اپریشن] بواسیر، پرانی خارش، یادداشت کی کمزوری اور موٹاپے سے نجات
قد بڑھایئے * گنجا پن
لڑکے لڑکیاں قد بڑھانے، پُروقار شخصیت بنانے، گرتے بال روکنے، نئے بال اُگانے گنجاپن دور کرنے بالوں کو سیاہ لمبا گھنا ملائم چمکدار خوبصورت بنانے، بکری خشکی دور کرنے، چہرے کے کیل چھائیاں سیاہیاں بدنما داغ دور کرنے چہرے کو صاف و ملائم بنانے
پتھری کا علاج بغیر اپریشن نسوانی حسن * مخصوص امراض
نسوانی حسن کی نشوونما، اولاد نہ ہونا، زنانہ و مردانہ امراض اعصابی و جنسی کمزوری، مثانے کی گرمی، جوان اور طاقتور بننے کیلئے ہم سے مشورہ کریں۔ پرانی پیچیدہ امراض کا علاج آٹومیٹک الیکٹرک کمپیوٹر سے کیا جاتا ہے [دیسی ہومیو علاج]
ڈاکٹر حکیم جمیل احمد سلیمی آر ایچ ایم پی گورنمنٹ آف پاکستان غلام محمد آباد چشتیہ چوک صدر بازار فیصل آباد 38900

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قسط نمبرا

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

اغراض .... مقاصد .... امکانات

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے نوبل انعام تجویز ہوا۔ اور ۱۰ دسمبر ۱۹۷۹ء کو یہ انعام دے دیا گیا ——————

یہ انعام کیا ہے؟ اور قادیانی اس سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ان امور پر غور و فکر کی ضرورت تھی مگر ان امور پر پردہ ڈالنے کے لئے قادیانی یہودی لابی نے اس کا بے پناہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ کسی کو اس پر غور و فکر کا موقع ہی نہ ملا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ نوبل انعام کا حصول گویا ایک مافوق الفطرت معجزہ ہے، جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کی دلیل بنانے کی بھی کوشش کی گئی، بہت سے مسلمان جن کو نہیں معلوم کہ نوبل انعام کیا چیز ہے اور جو نہیں جانتے تھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون ہے؟ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ نوبل انعام کی حقیقت واضح کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور اس کی قادیانی یہودی لابی اس نوبل انعام سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور آئندہ اسلامی ممالک پر اس کے اثرات کیا ہوں گے۔

نوبل انعام کیا چیز ہے؟

محمد مجیب اصغر قادیانی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر ایک کتابچہ "پہلا احمدی مسلمان سائنس دان عبدالسلام" کے نام سے بچوں کے لئے لکھا ہے، جس میں وہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے حوالے سے لکھتا ہے:

"یہ انوبل انعام ایک سویڈش سائنس دان مسٹر الفریڈ برنہارڈ نوبل کی یاد میں دیا جاتا ہے۔ نوبل ۲۱ اکتوبر ۱۸۳۳ء میں سٹاک ہوم کے مقام پر جو کہ سویڈن کا دارالحکومت ہے پیدا ہوا اور ۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو اٹلی میں فوت ہوا نوبل ایک بہت بڑا کیمیادان اور انجینئر تھا۔ اس کی وصیت کے مطابق ایک فاؤنڈیشن بنائی گئی جس کا نام نوبل فاؤنڈیشن رکھا گیا۔ یہ فاؤنڈیشن ہر سال ۵ انعامات دیتی ہے۔ ان انعامات کی تقسیم کا آغاز دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہوا جو کہ الفریڈ نوبل کی پانچویں برسی تھی۔

نوبل انعام فزکس، فزیالوجی، کیمسٹری یا میڈیکل، ادب اور امن کے شعبوں اور میدانوں میں نمایاں اور امتیازی کارنامہ سر انجام دینے والے کو دیا جاتا ہے۔ ہر انعام ایک طلائی تمغہ اور سرٹیفکیٹ اور رقم بطور انعام جو کہ تقریباً ۸۰ ہزار پونڈ پر مشتمل ہوتی ہے دی جاتی ہے۔ نوبل انعام حاصل کرنے والے امیدواروں کے نام مختلف ایجنسیوں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں اور وہ انعام کے صحیح حقدار کا فیصلہ کرتی ہیں، مثلاً فزکس اور کیمسٹری رائل اکیڈمی آف سائنس سٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ فزیالوجی یا میڈیکل کیرولین میڈیکل انسٹیٹیوٹ سٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ ادب کا مضمون سویڈش اکیڈمی آف فرانس اور اسپین کے سپرد اور امن کا انعام ایک کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے جس کے پانچ ممبر ہوتے ہیں جو کہ ناروجین پارلیمنٹ چنتی ہے۔"

(کتاب مذکورہ صفحہ ۱۴۹)

نوبل انعام کے بارے میں مزید معلومات یہ ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

(۱) الفریڈ برنہارڈ نوبل ڈائنامائٹ کا موجد اور سائنٹسٹ تھا جنگی آلات، بارود اور تارپیڈو وغیرہ پر تحقیقات کرتا رہا، بالآخر اس نے جنگی آلات تیار کرنے والی دنیا کی سب سے نامور کمپنی "بوفورز کمپنی" خرید لی۔

(۲) ڈائنامائٹ کے تجربات کرتے اس کے بھائی کی اور تین اور اشخاص کی موت واقع ہوئی، جو اس کے تجربات کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اس سے اس شخص پر قنوطیت کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور گویا اس کے کفارہ میں اس نے اپنی جائیداد کا بڑا حصہ "نوبل انعام" کے لئے وقف کر دیا۔

(۳) وقف کی اصل رقم (اس زمانہ کے ایکسچینج کے مطابق) تراسی لاکھ گیارہ ہزار ڈالر تھی۔ وصیت یہ کی گئی کہ اصل رقم بینک میں محفوظ رہے، اور اس کے سود سے انعامات کی رقم پانچ شعبوں میں (جن کا تذکرہ مذکورہ بالا اقتباس میں آچکا ہے۔) مساوی تقسیم کی جائے۔

ہر شعبہ میں اگر ایک ہی آدمی انعام کا مستحق قرار دیا جائے تو اس شعبہ کے حصہ کی پوری انعامی رقم اس کو دی جائے اور اگر کسی شعبے میں ایک سے زائد افراد کے نام (جن کی تعداد تین سے زیادہ کسی صورت نہیں ہونی چاہئے) انعام کے لئے تجویز کئے جائیں تو اس شعبہ کے حصہ کی سودی رقم ان افراد میں برابر تقسیم کر دی جائے۔ ایک شرط یہ بھی رکھی گئی کہ اگر مجوزہ شخص انعام وصول کرنے سے انکار کر دے تو اس کا حصہ اصل زر میں شامل کر دیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۳۸ء میں ہر شعبہ کے حصہ میں سودی یہ سالانہ رقم بتیس ہزار ڈالر آئی اور ۱۹۸۰ء میں یہ سودی رقم بڑھ کر دو لاکھ دس ہزار ڈالر ہو گئی۔

(۴) فزکس کے شعبہ میں تقریباً سو افراد کو یہ سودی انعام مل چکا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں سر سی وی رمن (ہندوستانی ہندو) واحد شخص تھا جس کو فزکس میں نوبل انعام ملا اور ۱۹۸۳ء میں ایک اور ہندوستانی امریکن کو یہ انعام ملا۔

(۵) ادب کے شعبہ میں رابندر ناتھ ٹیگور بنگالی ہندو کو ۱۹۱۳ء میں یہ نوبل انعام ملا۔ گزشتہ چند سالوں میں جنوبی امریکہ کے چند باشندوں اور جاپان کے ادیب کو نوبل انعام ملا۔

(۶) امن کے شعبہ میں ۱۹۷۳ء میں امریکہ کے ہنری کسنجر اور شمالی ویت نام کے مسٹر تھو کو نوبل انعام ملا۔ لیکن مسٹر تھو کی غیرت نے اس انعام کے وصول کرنے سے انکار کر دیا ان دونوں کے لئے یہ انعام ویت نام میں جنگ بندی کی بات چیت کی بنا پر تجویز

کیا گیا تھا۔

۱۹۷۹ء میں ہندی قومیت کی حامل ایک منجردہ خاتون "ٹریسا" کو امن کے "نوبل انعام" سے نوازا گیا اور ۱۹۷۸ء میں مصر کے سابق صدر انور سادات اور اسرائیل کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بیگن کو "امن کا نوبل انعام" عطا کیا گیا۔ محض اس خوشی میں کہ موخر الذکر نے اول الذکر سے "اسرائیل" کو باقاعدہ تسلیم کرا لیا تھا۔

مندرجہ بالا اشارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔

اول۔ یہ کہ انعامات اس شخص (مسٹر نوبل) کی یاد میں دیئے جاتے ہیں جس نے دنیا کو مہلک ہتھیاروں کا سبق پڑھایا اور جو امریکہ، روس، فرانس اور برطانیہ وغیرہ کی اسلحہ ساز فیکٹریوں کا باوا آدم سمجھا جاتا ہے۔

دوم۔ یہ انعامات جس رقم سے دیئے جاتے ہیں وہ خالص سودی رقم ہے، جس کے لینے دینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے۔

"عن جابر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ و قال ھم سواء"

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷)

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ سود لینے والے پر، اس کے دینے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

اور جس کو قرآن کریم نے خدا اور رسول کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے:

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ۔

سوم۔ یہ انعام نہ کوئی خرق عادت معجزہ ہے اور نہ انسانی تاریخ کا کوئی غیر معمولی واقعہ ہے۔ مختلف ممالک میں سرکاری اور نجی طور پر مختلف قسم کے انعامات جو ہر سال تقسیم کئے جاتے ہیں، اسی قسم کا ایک انعام یہ "نوبل انعام" بھی ہے۔ چنانچہ یہ "نوبل انعام" ہر سال کچھ لوگوں کو ملتا ہے۔ ہندوستان اور بنگال کے ہندوؤں کو بھی مل چکا ہے۔ اسرائیل کے یہودی کو بھی دیا جا چکا ہے اور نصرانی مبلغہ "ٹریسا" بھی اس شرف سے (اگر اس کو شرف کہنا صحیح ہے) مشرف ہو چکی ہے۔

الغرض یہ نوبل انعام جو قریباً ایک صدی سے مروج ہے، سینکڑوں اشخاص کو مل چکا ہے۔ کیا یہ کہیں سننے میں آیا ہے کہ سینکڑوں یہودی، نصرانی اور دہریئے یہ کہہ کر دنیا پر پل پڑے ہوں کہ ہمیں نوبل انعام کا ملنا ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے۔ یہ میرے مذہب کے برحق ہونے کا معجزہ ہے لہٰذا میرا دین اور میرا نظریہ حیات سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو جو انعام دیا گیا تھا وہ ایک مشترک انعام تھا جو طبیعات کے شعبہ میں ۱۹۷۹ء میں تین اشخاص کو دیا گیا جن میں ایک ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بھی تھا۔ اس سے بڑا کارنامہ تو اس ہندو کا تھا۔ جس نے ۱۹۳۰ء میں طبیعات کا انعام تن تنہا حاصل کیا۔ اب اگر ایک قادیانی کو طبیعات کا مشترک انعام ملنا اس کے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے تو اس سے نصف صدی قبل ایک ہندو کو تن تنہا یہی انعام ملنا بدرجہ اولیٰ ہندو مذہب کی حقانیت کی دلیل ہونی چاہئے۔ اس لئے اس کو ایک غیر معمولی اور خرق عادت واقعہ کی حیثیت سے پیش کرنا قادیانی مراق کی شعبدہ کاری ہے۔

چہارم۔ ان انعامات کی تقسیم میں تقسیم کنندگان کی کچھ سیاسی و مذہبی مصلحتیں کار فرما ہوتی ہیں اور جن افراد کو ان انعامات کے لئے منتخب کیا جاتا ہے ان کے انتخاب میں بھی یہی مصلحتیں جھلکتی ہیں۔

چنانچہ ان سینکڑوں افراد کے ناموں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالئے .... جن کو نوبل انعام سے نوازا گیا ان میں آپ کو الا ماشاء اللہ سب کے سب یہودی، عیسائی اور دہریئے نظر آئیں گے۔ سویڈن کے منصفوں کی نگاہ میں پوری صدی میں ایک مسلمان بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جو طب، ادب، طبیعات وغیرہ کے کسی شعبہ میں کوئی اہم کارنامہ انجام دے سکا ہو، ہر شخص منصفان سویڈن کی نگاہ انتخاب کی داد دے گا۔ جب وہ یہ دیکھے گا کہ رابندر ناتھ ٹیگور ہندو کو بنگالی زبان کی شاعری پر نوبل انعام کا مستحق سمجھا گیا۔ جاپانی ادیب کو اپنی زبان میں ادبی کارنامے پر نوبل انعام کا استحقاق بخشا گیا۔ جنوبی امریکہ کی ریاستوں کے باشندوں کے اپنی زبانوں میں ادبی کارناموں کو مستند سمجھتے ہوئے لائق انعام سمجھا گیا۔ لیکن برکوچک پاک و ہند کے کسی ادیب، کسی شاعر اور کسی صاحب فن کی طرف منصفان سویڈن کی نظریں نہیں اٹھ سکیں .... کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ مسلمان تھے۔ مثال کے طور پر ہمارے علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کو لیجئے، پوری دنیا میں ان کے ادب و زبان کا غلغلہ بلند ہے۔ انگلستان کے نامور پروفیسروں نے ان کے ادبی شہ پاروں کو انگریزی میں منتقل کیا ہے اور دانایان مغرب، علامہ کے افکار پر سر دھنتے ہیں۔ لیکن وہ نوبل انعام کے مستحق نہیں گردانے گئے ہیں۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ حکیم اجمل خان مرحوم نے شعبہ طب میں کیسا نام پیدا کیا۔ ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی وغیرہ نے سائنسی ریسرچ میں کیا کیا کارنامے انجام دیئے۔ لیکن نوبل انعام کے مستحق نہ ٹھہرے۔ یہ تو چند مثالیں محض برائے تذکرہ زبان قلم پر آ گئیں۔ ورنہ ایک صدی کے پوری دنیائے اسلام کے نابغہ افراد کی فہرست کون مرتب کر سکتا ہے۔ لیکن کسی کو نوبل انعام کے لائق نہیں سمجھا گیا اور ڈاکٹر عبدالسلام میں کوئی خوبی تھی یا نہیں تھی مگر اس کی یہی ایک خوبی تھی کہ وہ قادیانی تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کا یہودیوں سے بھی بڑھ کر دشمن تھا۔ بس اس کی یہی خوبی منصفان سویڈن کو پسند آ گئی اور نوبل انعام اس کے قدموں میں نچھاور کر دیا گیا۔

اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایسا ہی لائق سائنس دان تھا تو جس دن ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا ڈاکٹر عبدالسلام کو اس سے اگلے ہی دن پاکستان میں جوابی ایٹمی دھماکہ کر دینا چاہئے تھا یہ اس وقت صدر پاکستان کا ایٹمی مشیر تھا اور ایسا ایٹمی دھماکہ اس کے فرائض منصبی میں داخل تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام تو ہے نیوکلر ایٹمی فزکس کے شعبہ میں مہارت کا۔ لیکن اس کی بے لیاقتی (یا پاکستان دشمنی) نے پاکستان کو ہندوستان کے مقابلے میں سالوں پیچھے دھکیل دیا، اس وقت جبکہ ہندوستانی سائنس دانوں نے اپنی لیاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کر دکھایا ہوتا تو ایٹمی صلاحیت میں پاکستان دریوزہ گر مغرب نہ ہوتا اور بین الاقوامی سیاسی تناظر میں ہندوستان کے مقابلے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر کوئی حرف گیری نہ کی جاتی۔ بین الاقوامی سطح پر یہ سمجھا جاتا کہ ہندوستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پاکستان نے بھی کر دیا اور یوں بات آئی گئی ہو جاتی لیکن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اس وقت کی نااہلی، بے لیاقتی اور پاکستان دشمنی نے یہ دن دکھایا کہ آج سارے عالم میں پاکستان کی ایٹمی ریسرچ کے خلاف شور و غوغا کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ امریکہ بہادر جو پاکستان کا سب سے بڑا ہمدرد اور حلیف تصور کیا جاتا ہے، وہ بھی آئے دن ہمیں ایٹمی ریسرچ کے خلاف متنبہ کرتا رہتا ہے اور بھارت پاکستان کی "نیوکلر انرجی" کے خلاف دنیا بھر کے ذہن کو مسموم کرتا رہتا ہے اور

لطف یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بھارت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی سے دوستانہ روابط ہیں اس پورے تناظر میں دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی سائنسی مہارت کا حدود اربعہ کیا ہے؟ .... اور یہ کہ وہ پاکستان کا کس قدر مخلص ہے۔

پنجم۔ بعض غیور اور باحمیت افراد اس سودی انعام کے وصول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک خاص قسم کی "رشوت" ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام کیوں دیا گیا؟

۱۹۷۹ء میں دو امریکن سائنس دانوں کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی فزکس کے شعبہ میں مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ (اور اس شعبہ کا حصہ ان تینوں میں تقسیم ہوا) یقیناً اس سے بھی یہودی قادیانی لابی کے تہہ در تہہ مفادات وابستہ ہونگے۔ جن کی طرف اہل نظر نے دبے الفاظ میں اشارے بھی کئے ہیں چنانچہ ہمارے ملک کے نامور سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب سے ایک انٹرویو میں جب سوال کیا گیا کہ۔

"ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (قادیانی) کو جو نوبل انعام ملا ہے اس کے بارے میں آپ کی رائے؟"

جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۹ فروری ۱۹۸۶ء جلد ۲۷ شمارہ ۲)

یہودی قادیانی مفادات کی ایک جھلک

جیسا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ یہودی قادیانی مفادات متحد ہیں، قادیانیت، یہودیت و صیہونیت کی سب سے بڑی حلیف ہے، اور عالمی سطح پر پروپیگنڈا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے میں دونوں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں اب ذرا جائزہ لیجئے کہ قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل سودی انعام سے کیا مفادات حاصل کئے۔

۱۔ سب سے پہلے اس انعام کی ایسے غیر معمولی طریقے پر تشہیر کی گئی اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ایک مافوق الفطرت شخصیت ثابت کرنے کا بے پناہ پروپیگنڈا کیا گیا۔ اور اس انعام کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے اپنے روحانی پیشوا مرزا غلام قادیانی کی نبوت کا معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے ۱۳ نومبر ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں لکھا:

"نوبل انعام ملنے سے ایک دن پہلے"

"لندن، جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام لندن مسجد کے محمود ہال میں سنڈے اسکول کے طلباء سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے جو خطاب فرمایا اس کے بارے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس خطاب میں محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سنایا۔"

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

اور اسی موقع پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیش گوئی کی طرف توجہ دلائی کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت دی ہے کہ وہ علم و عقل میں اس قدر ترقی کریں گے کہ دنیا ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

یہ تقریب ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ہوئی اور اس سے اگلے ہی دن ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک"

محمود مجیب قادیانی نے اپنے کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام" میں لکھا ہے۔

"ان کے وجود سے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ایک عظیم پیش گوئی پوری ہوئی تھی جیسا کہ اس واقعہ سے اسی (۸۰) سال پہلے آپ نے خدا سے خبر پا کر اعلان کیا تھا کہ:

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

(صفحہ ۷)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خود بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ۱۹۷۹ء میں تقریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس پیش گوئی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

"میں اس پاک ذات کی حمد و ستائش سے لبریز ہوں کہ اس نے امام وقت، میرے والدین کی اور جماعت کے دوستوں کی مسلسل اور متواتر دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا اور عالم اسلام اور پاکستان کے لئے خوشی کا سامان پیدا کر دیا۔"

(قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۹ء)

اس طرح قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دیئے گئے سودی انعام کا مسلسل پروپیگنڈا کیا، اسے ایک معجزہ اور انسانی تاریخ کے ایک مافوق الفطرت واقعہ کے رنگ میں پیش کیا اور اس کے حوالے سے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا یہ انعام حاصل کرنا گویا مرزا غلام قادیانی کی صداقت کا ایک معجزہ ہے۔ حالانکہ اہل نظر جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے، جن کو قادیانی ملاحدہ مابہ الافتخار سمجھتے ہیں حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کو کوئی مناسبت نہیں، جو ایک یہودی کو، ایک عیسائی کو، ایک ہندو کو ایک بدھسٹ کو اور ایک چوہڑے چمار کو بھی میسر آ سکتی ہے، وہ کسی نبی یا اس کے امتی کے لئے مابہ افتخار کیسے ہو سکتی ہے؟ بلکہ اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ سود جیسی ملعون چیز کے ملنے پر فخر کرنا قادیانیوں اور ان کے حقیقی کذاب مرزا غلام قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک مزید دلیل ہے۔

۲۔ قادیانیوں کے اسلام کش نظریات اور کفریہ عقائد کی بناء پر پوری امت اسلامیہ

قادیانیوں کو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی طرح مرتد اور خارج از اسلام سمجھتی تھی۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیکر ان کا نام "غیر مسلم باشندگان مملکت" کی فہرست میں درج کر دیا تھا۔ عالم اسلام اور پاکستان پارلیمینٹ کا یہ فیصلہ قادیانیت پر ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا تھا، جس سے قادیانیت کے ارتدادی جراثیم کے پھیلنے اور پھولنے کے راستے ایک حد تک بند ہو گئے تھے۔ نیز اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی بھی حرف غلط ثابت ہو گئی تھی۔ مرزا کی پیش گوئی یہ تھی کہ:

"جو لوگ (قادیانی جماعت سے) باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی۔"

مرزا محمود احمد قادیانی کے بقول:

"اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا۔ کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گے اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی، ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا، اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا، ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت ہو جائیں گے سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر موثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔" (تو گویا قادیانی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔ مؤلف)

(سالانہ جلسہ ۱۹۳۲ء میں مرزا محمود احمد قادیانی کی افتتاحی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۹/جنوری ۱۹۳۳ء (قادیانی مذہب طبع پنجم ۵۸۰)

لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا کہ قادیانیوں کو "غیر مسلم" قرار دیا گیا۔ اور پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کی دونوں جماعتوں..... قادیانی اور لاہوری..... کا نام شیڈول کاسٹ (چوہڑے چماروں) کے بعد درج کر دیا گیا۔

باقی آئندہ

یہود و نصاریٰ کی نقالی

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم بھی ٹھیک پہلی امتوں کے نقش قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اس میں گھس کر رہو گے' عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلی امتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا اور کون؟ ایک روایت میں ہے کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی اس قماش کے لوگ ہوں گے"۔ (معاذ اللہ)

جبار کارپٹس
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • وینس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
PH:6646888 - 6647655
FAX:092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعایت
سہ، این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

قسط نمبر1

وحدتِ اسلامی کا تحفظ عقیدۂ ختمِ نبوت سے ہی ممکن ہے

مرزائیوں کے حق میں نہرو کے مضامین پر علامہ اقبالؒ کا دندان شکن جواب

علامہ اقبال قادیانیت سے متعلق کبھی خوش رائے نہ تھے لیکن اس کے مضمرات کا مطالعہ انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تجرباتی دور سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء میں کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کے صدر تھے۔ علامہ اقبال ان کے شرعی اعلیٰ تلون اور سیاسی لہو ولعب سے بیزار ہو گئے۔ مرزا نے ۲۵ر جولائی سنہ ۱۹۳۱ء کو بعض مسلمان اکابر کو جمع کیا' پھر ان سے مل کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی' لیکن علامہ اقبال اور ان کے بارہ احباب مثلاً" سید محسن شاہ ایڈووکیٹ اور خان بہادر حاجی رحیم بخش وغیرہم پر جلد آشکارا ہو گیا کہ مرزا بشیر الدین محمود اپنی امت کی معرفت کیا گل کھلا رہا اور کیا ناٹک کھیل رہا ہے۔ انہوں نے کمیٹی کو لکھ دیا کہ آئندہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہو۔ اس پر ۱۷ر مئی سنہ ۱۹۳۳ء کو لاہور سسل ہوٹل میں مرزا بشیر الدین محمود مستعفی ہو گئے۔ علامہ اقبال صدر منتخب کیے گئے' لیکن علامہ نے محسوس کیا کہ مرزائیوں نے ایک ایسا جال بچھا رکھا ہے' جس سے کشمیر کمیٹی کی افادیت ختم ہو چکی ہے آپ نے ۲۰ر جون سنہ ۱۹۳۳ء کو صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور ایک پریس بیان میں کہا کہ:

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں' جو اپنے مذہبی فرقے (قادیانیت) کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے' جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے"۔

علامہ اقبال کا یہ بیان ۲۰ر جون سنہ ۱۹۳۳ء کو شائع ہوا۔ دوسرا بیان ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء کو جاری کیا' جس میں صدارت سے اپنی دستکشی کا سبب بیان کرتے ہوئے قادیانی امت کے پوشیدہ اغراض پر اشارات کئے کہ تحریک کشمیر کی آڑ میں اس نے اپنا دام تزویر بچھا کر مسلمانوں کو شکار کرنا چاہا' اس کے بعد علامہ قادیانیت کے بالاستیعاب مطالعے میں مشغول ہو گئے اور سید سلیمان ندوی "علامہ انور شاہ کشمیری" اور سید نامر علی شاہؒ کو خطوط لکھ کر بعض استفسارات کیے۔ پہلا بیان ۳ر مئی سنہ ۱۹۳۵ء کو جاری کیا۔ اس سے قادیانی قلعہ میں تھرتھری پیدا ہو گئی۔ انگریزوں کا مضطرب ہونا طبعی امر تھا کہ ان کی تخلیق کا مسئلہ تھا۔ ادھر پنڈت جواہر لال نہرو نے مرزائی امت کے دفاع میں "ماڈرن ریویو" کلکتہ میں تین مقالے تحریر کیے۔ علامہ نے ان مقالوں کے جواب میں اسلام اور احمدیت کے زیر عنوان ایک معرکہ آرا مقالہ لکھا' پنڈت جواہر لال نہرو خاموش ہو گئے' لیکن خود قادیانی فضلاء بھی اس مقالے کے علمی نکات اور واضح سوالات کا جواب نہ دے سکے۔ علامہ نے پنڈت جواہر لال نہرو کو اپنے ایک نجی خط محررہ ۲۱ر جون سنہ ۱۹۳۶ء میں لکھا کہ میرے ذہن میں اس سے متعلق کوئی ابہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ سید سلیمان ندوی کے نام علامہ نے اپنے ایک خط محررہ ۷ر اگست سنہ ۱۹۳۶ء میں لکھا الحمد للہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے"۔

علامہ اقبال کا پہلا بیان

• قادیانیوں اور جمہور مسلمانوں کی نزاع نے جو مسئلہ پیدا کیا ہے' وہ نہایت اہم ہے اور ہندوستان نے اس کی اہمیت کو حال ہی میں محسوس کرنا شروع کیا ہے' میرا ارادہ تھا کہ ایک کھلی چٹھی کے ذریعے انگریز قوم کو اس مسئلہ کی معاشرتی اور سیاسی الجھنوں سے آگاہ کروں' لیکن افسوس ہے کہ میری صحت نے ساتھ نہ دیا۔ البتہ فی الوقت ایک ایسے مسئلہ کے متعلق جو میرے نزدیک ہندی مسلمانوں کی پوری زندگی کو متاثر کرتا ہے' میں "بصرت مختصراً" کچھ عرض کروں گا' لیکن آغاز ہی میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں کسی مذہبی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا اور نہ میں قادیانی تحریک کے بانی کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ پہلی چیز سے ان لوگوں کو کوئی دلچسپی نہیں' جن کے لیے یہ بیان جاری کیا جا رہا ہے اور دوسری کے لیے ہندوستان میں ابھی وقت نہیں آیا۔ میرا نقطہ نظر تاریخ کے علاوہ موازنہ مذاہب کے ایک طالب علم کا ہے۔ ہندوستان مختلف المذاہب اقوام کی سرزمین ہے۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت گہرا ہے جو جزوی طور پر مذہب اور جزوی طور پر نسل سے تشکیل پاتے ہیں۔ اسلام نسلی تخیل و تصور کی "کلاً" نفی کرتا ہے اور اپنی اساس "قطعاً" دینی اعتقاد پر رکھتا ہے چونکہ اس کی اساس ہی

دیتی ہے جو سر تا پا روحانیت ہے اس لیے خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لیے خطرناک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے' لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے' مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے۔

انسانیت کی تمدنی تاریخ میں ختم نبوت کا تخیل اولین ہونے کی علاوہ تکمیلی و تخلیقی ہے۔ اس کی صحیح اہمیت کا اندازہ مغربی اور وسط ایشیا کے قبل از اسلام کے موبدانہ تمدن کی تاریخ کے بغور مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق موبدانہ تمدن میں زرتشتی' یہودی' نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں' ان تمام مذاہب میں نبوت کے تسلسل و اجراء کا تصور نہایت لازم تھا' اس لیے وہ مسلسل انتظار کی کیفیت میں رہتے تھے۔ موبدانہ انسان کی یہ حالت انتظار غالباً" نفسیاتی حظ کا باعث تھی۔ عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبدیت سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ موبدانہ رویے کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان کی جگہ مذہبی عیار (سٹہ باز) نئی جماعتیں لاکھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جوشیلے ملاؤں نے جدید پریس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انتہائی ڈھٹائی سے بیسویں صدی میں قبل از اسلام کے موبدانہ نظریات کو رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام' جو تمام قومیتوں کو ایک ہی رسے میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے' ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لیے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی معاشرے میں مزید افتراق و انتشار کا باعث بنے۔

قبل از اسلام کی موبدیت کے احیاء کی دو صورتوں میں سے میرے نزدیک بہائیت' قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے' لیکن موخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی' مگر باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے انتہائی مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور جس کے پاس مخالفین کے لیے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہیں اور نبی سے متعلق نجومی کا تخیل اور روح مسیح کے لیے تسلسل کا عقیدہ یہ سب اس قدر یہودیانہ ہیں کہ اس تحریک کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ابتدائی یہودیت کی طرف رجوع کر رہی ہے۔ روح مسیح کا تسلسل مثبت یہودیت کی نسبت یہودی باطنیت کا جز ہے پولی مسیح بال شیم کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر بوبر لکھتا ہے۔ "کہا جاتا ہے کہ مسیح کی روح پیغمبروں اور صالح آدمیوں کے ایک طویل سلسلہ (جنہیں دور حاضر میں صادق کہا جاتا ہے) کے واسطے سے زمین پر اتری۔ اسلامی ایران میں قبل اسلام کے موبدانہ اثرات کے تحت جو ملحدانہ تحریکیں اٹھیں انہوں نے تناسخ کے اس تصور کو چھپانے کے لیے "بروز" "حلول" اور "ظل" وغیرہ کی اصطلاحات وضع کیں۔ موبدانہ نظریے کی وضاحت کے لیے نئی اصطلاحات کا وضع کرنا اس لیے ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کے قلوب کو ناگوار نہ گذریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا مبداء بھی قبل از اسلام کا موبدانہ تصور ہے"۔

یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کے دینی اور تاریخی ادب میں نہیں ملتی۔ اس حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف پروفیسر ونسنک نے اپنی کتاب موسومہ "احادیث نبوی میں ربط" میں کیا ہے۔ یہ کتاب احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کے تین اولین تاریخی شواہد پر حاوی ہے۔ اور یہ بات ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلام نے اس اصطلاح کو کیوں استعمال نہ کیا؟ یہ اصطلاح غالباً" انہیں اس لیے قبول نہ تھی کہ اس سے تاریخی عمل کا غلط نظریہ قائم ہوتا تھا۔ موبدانہ ذہن وقت کو مدور حرکت تصور کرتا تھا۔ لیکن صحیح تاریخی عمل کو بحیثیت ایک تخلیقی حرکت کے ظاہر کرنے کی عظیم سعادت مسلمان مفکر اور مورخ ابن خلدون کے حصے میں آئی۔

ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان' جسے پچھلے ہی دنوں ایک صاحب نے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ملا زدہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کی مخالفت زیادہ تر حفظ نفس کے احساس کے تحت کر رہا ہے' کیونکہ اسے عقیدہ ختم نبوت کے معانی و مطالب پر پوری دسترس نہیں۔ نام نہاد' تعلیم یافتہ' مسلمانوں نے اسلام میں ختم نبوت کے عقیدہ کے تمدنی پہلوؤں کو سمجھنے کی کوئی سی حقیقی کوشش کبھی نہیں کی حتیٰ کہ مغربیت کی ست اور غیر محسوس اثر پذیری نے انہیں حفظ نفس کے جذبے ہی سے عاری کر دیا ہے۔ بعض نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ اس معاملے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دے رہے ہیں۔ میں ہربرٹ ایمرسن (گورنر پنجاب) کو تبلیغ و تلقین' رواداری پر معذور سمجھتا ہوں کہ ایک ماڈرن فرنگی جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو اس کے لیے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک بالکل مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی سے متعلق اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

ہندوستان میں حالات اور بھی عجیب و غریب ہیں

مختلف مذاہب کا یہ ملک جس میں ہر مذہبی گروہ کی بقا اور مستقبل کا انحصار اس کے اپنے استحکام پر ہے کہ جو مغربی لوگ اس پر حکمران ہیں' ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی اختیار کریں۔ اس "آزادانہ" اور "ناگزیر" پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ ہندوستان میں برطانیہ کے تحت مسلمانوں کا استحکام مقابلتاً" بہت ہی کم محفوظ ہے حتیٰ حضرت مسیح کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن کے ماتحت محفوظ تھا۔ ہندوستان میں کوئی سا مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر کوئی بھی دعویٰ کر سکتا ہے اور ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت کسی خاص جماعت کے استحکام و یک جہتی کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی' بشرطیکہ یہ سٹے باز حکومت کو اپنی اطاعت و وفاداری کے علاوہ اس امر کا یقین دلا دے کہ اس کے پیرو حکومت کی اطاعت کے فرائض اور سرکاری محصول باقاعدہ ادا کرتے رہیں گے۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے عظیم شاعر اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا' جب اس نے اپنے مطائباتی انداز میں کہا تھا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

میں قدامت پسند ہندوؤں کے اس مطالبے سے پوری ہمدردی رکھتا ہوں' جو انہوں نے نئے دستور میں بربنائے تحفظ مذہبی مصلحین کے خلاف پیش کیا ہے۔ یہ مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے یقیناً پہلے ہونا چاہیے تھا' جو ہندوؤں کے برعکس اپنے اجتماعی نظام میں نسلی تصور کی قطعی نفی کرتے ہیں۔ حکومت کو موجودہ صورت حالات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو اس معاملے میں جو قومی وحدت کے لیے اشد ضروری ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے۔ بہر حال جب کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا طریقہ کیا ہے اور وہ طریقہ یہی ہے کہ حقیقی جماعت کسی مذہبی سٹے باز کو تلغب بالدین کرتے ہوئے پاتے تو اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعے جھٹلایا کرتے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو تو رواداری کی تلقین کی جائے' جس کا استحکام اور وحدت خطرے میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو' جبکہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔

اگر کوئی گروہ جو حقیقی جماعت کے نقطہ نگاہ سے باغی ہے' حکومت کی خصوصی خدمات انجام دے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت نہ ہو گی' لیکن یہ توقع عبث ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے' جو اس کے اجتماعی وجود کے لیے سنگین خطرہ ہوں۔ اس سلسلے میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلم فرقوں کے باہمی مناقشات کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا' جن پر سب فرقے باوجود اختلافات کے متفق ہیں۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے خلاف الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں۔

ایک اور چیز بھی حکومت کی خصوصی توجہ کی محتاج ہے' ہندوستان میں اس بنا پر کہ وہ ترقی پسندانہ خیالات رکھتے ہیں' مذہبی سٹے بازوں کی حوصلہ افزائی سے لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے ہیں۔۔۔۔ اس طرح مذہب کا اہم عنصر ہندوستانی قوموں کی زندگی سے آخر کار خارج ہو جائے گا۔ نتیجتاً" ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا' جس کی شکل روس کی مادی دہریت سے کسی طرح مختلف نہیں ہو گی"۔

علامہ کے اس بیان سے مرزائی امت بوکھلا اٹھی اور سرکاری دوائر میں کھلبلی مچ گئی تو آپ نے ایک مختصر توضیحی بیان میں کہا: "مجھے معلوم ہوا ہے میرے اس بیان سے بعض حلقوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ تاثر لیا گیا ہے کہ میں نے حکومت کو یہ لطیف مشورہ دیا ہے کہ وہ قادیانی تحریک کا بزور انسداد کرے۔ میرا یہ مدعا ہرگز نہ تھا۔ میں نے اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے جسے ہندوستان کے موجودہ حکمران اختیار کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں' البتہ مجھے اعتراف ہے کہ میرے نزدیک یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے مفادات کے منافی ہے' لیکن اس سے بچنے کی اور کوئی راہ نہیں اور جنہیں اس سے خطرہ ہے انہیں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مناسب طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ میرے نزدیک حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دے دے اور یہ ان کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہو گا۔ ادھر مسلمان بھی ان سے رواداری برتیں گے' جو باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں"۔

باقی آئندہ

پاک فوج میں "قادیانیوں" کی بھرتی پر پابندی عائد کی جائے

اسلام آباد (نمائندہ ختم نبوت) قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ قادیانیوں کا جھوٹا مرزا قادیانی مرتد جہاد کا منکر تھا اور موجودہ تمام قادیانی اس کے پیروکار ہیں۔ پاک فوج جو اسلام کی فوج ہے اور تمام دنیا کے کافر اس کے دشمن ہیں لہذا قادیانی مسلمانوں کے روپ میں پاک فوج میں موجود ہیں جن کی تمام تر ہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہیں لہذا حکومت کو چاہئے کہ پاک فوج کو قادیانی مرتدوں کے نجس وجود سے جلد از جلد پاک کرے۔ موجودہ تمام خراب حالات کے ذمہ دار قادیانی افسر ہیں۔

مولانا عزیز الرحمن صاحب

بلے بازی کا غلغلہ اور ہمارا قومی فریضہ

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

ملک بھر میں ورلڈ کپ سے متعلق مختلف شہروں میں کرکٹ میچوں کے انعقاد کا غلغلہ ہے' بڑے بڑے شہروں میں اسٹیڈیمز کی تیاری اور آرائش کا کام پورے زور شور سے جاری ہے متعلقہ سرکاری محکمے سرگرمی سے مصروف عمل ہیں' بلے باز بھی کھیل کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہے ہیں اور اس مبارک مہینے میں روزانہ کئی کئی گھنٹے مشق کرتے ہیں' ذرائع ابلاغ پر بھی موثر تشہیر ہو رہی ہے' اور جگہ جگہ کھیل سے دلچسپ پیدا کرنے کے لئے مختلف نفسیاتی طریقے بروئے کار لا کر فضاء بنائی جا رہی ہے۔

بلے بازوں کے لئے خطیر نقد انعامات کے علاوہ' اسلام آباد میں قیمتی پلاٹوں کی نوید سنائی گئی ہے' ملک بھر میں جاری بدامنی کے پیش نظر غیر معمولی حفاظتی انتظامات بھی کئے جا رہے ہیں' اور ریاستی وسائل کا معقول حصہ اس کھیل کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔

یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر کھیل کے علاوہ ثقافتی شو بھی ہوں گے' سازو آواز اور رقص و سرور کی مسحور کن اداؤں سے فضاء پر طرب و نشاط کا سرور طاری ہو گا جو پاکستانی عوام کے لئے تفریح طبع کا سامان کرے گا۔

جسمانی ورزش کیلئے کھیل بجائے خود کوئی عیب کی بات نہیں ہے اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے تفریح کی بھی اجازت ہے' لیکن عالمی کپ کی موجودہ فضاء سے ایسا لگتا ہے کہ کھیل ہی پاکستانی قوم کی سب سے اہم ضرورت اور قومی سطح پر مقصد زندگی ہے جس کے لئے کروڑوں روپے سے زائد کے اخراجات ہو رہے ہیں' اور لاتعداد افراد کی ذہنی اور جسمانی توانائیاں استعمال کی جا رہی ہیں' کھیل سے دلچپی کی غیر معمولی فضاء دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ پاکستانی قوم بڑی خوشحال آسودہ اور ہر غم سے بے غم قوم ہے اور اب صرف کھیل باقی ہے جس کے لئے سرگرم عمل ہونے کی ضرورت ہے۔

ہر کھلاڑی کے لئے جن انعامات کا اعلان ہوا ہے یا ہونے والا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ قومی سطح پر سراہنے کے قابل کام یہی بلہ بازی ہے' شاید ہی ایسا ہوا ہو کہ ماضی میں ملک کی تعمیر و ترقی' حفاظت و دفاع' تعلیم و تربیت اور علم و تحقیق کے کسی میدان کا کوئی شہسوار کبھی اس طرح کی قدر دانی کا مستحق قرار دیا گیا ہو۔

عالمی نشریاتی اداروں نے جس وسیع پیمانے پر ان میچوں کو دکھانے کے انتظامات کئے ہیں اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے' اطلاع ہے کہ بہت سے لوگ ڈش اینٹینا لگوا رہے ہیں تاکہ مختلف ملکوں میں ہونے والے ان میچوں کو کسی بھی چینل پر گھر بیٹھے اسکرین پر دیکھا جا سکے۔

یہ حساب باسانی لگایا جا سکتا ہے کہ ان میچوں میں کروڑوں انسانوں کا وہ وقت برباد ہو گا جو انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ تعلیمی اداروں میں تعلیم کی جگہ بلہ بازی کے چرچے ہوں گے' دفاتر میں اپنے منصبی فرائض ادا کرنے کے بجائے لوگ ٹرانسسٹر کانوں سے لگائے اپنے دل و دماغ کے ساتھ اسی طرف متوجہ ہوں گے اور گھروں کے مکین بھی کوئی ضروری کام کرنے کے بجائے گھنٹوں ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کرکٹ کی چال دیکھیں گے۔

دنیا کی قومیں تعمیر و ترقی کے لئے پوری حوصلہ مندی کے ساتھ' حیرت انگیز منصوبے بناتی ہیں اور اپنے بلند قومی مقاصد کا تعین کر کے ان کے حصول کے لئے پوری یکسوئی اور سرگرمی سے مصروف عمل رہتی ہیں' ہم پچاس سال قبل' دو سو سالہ غلامی کی ذلت کے بعد آزاد ہوئے' لیکن نصف صدی کے اس قیمتی وقت میں' اپنے قومی مقاصد کا تعین نہیں کر سکے ہیں' اس ملک پر روز اول سے مخصوص طبقے کا تسلط ہے اور انہی کی خود غرضی' نفس پروری' اور عیش پسندی کی چراگاہ بنا ہوا ہے' اور اس کی سزا غریب عوام بھگت رہے ہیں۔

ہم مثبت قومی مقاصد کی طرف قدم بڑھانے کے بجائے کب تک خرافات میں اپنے وسائل اور توانائیاں ضائع کرتے رہیں گے جبکہ ملک تنزل کی طرف جا رہا ہے۔

جس ملک کے بچے تعلیم سے محروم ہوں اور ہر سمت تاریکی جہالت کا دور دورہ ہو۔

جہاں اقتصادی صورت حال ابتری کی انتہا تک پہنچ گئی ہو' بر آمدات میں کمی روز افزوں ہو' روپے کی قدر گھٹ رہی ہو' بیرونی قرضوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہو اور ہم اپنے ہر کام کے لئے دوسروں کے سامنے کشکول لئے پھرتے ہوں۔

جہاں امن و امان کی صورت حال تشویشناک ہو اور عام آدمی اپنی جان' مال اور عزت و آبرو کی طرف سے فکر مند ہو۔

جہاں سیاسی رسہ کشی نے ملک کا استحکام خطرے سے دو چار کردیا ہو اور جگہ جگہ لسانی' گروہی اور فرقہ وارانہ منافرتوں کی آگ بھڑکی ہوئی ہو۔

جہاں بیرونی دشمن اندرون ملک بھی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو اور اپنے جدید ترین تباہ کن میزائل لے کر سرحد پر مورچہ بند ہوگیا ہو۔

جہاں زندگی کے ہر شعبے میں رشوت' خیانت اور بدعنوانی کے جراثیم نے پنجے گاڑ دیے ہوں اور ملک کا باشندہ اپنے جائز حق کے لئے بھی پریشان و سرگرداں ہو۔

جہاں استعمار نے اپنے اقتصادی اور سیاسی حربوں کا ایسا شاطرانہ جال پھیلادیا ہو کہ قوم کو غلامی جیسی صورت حال کا سامنا ہو اور اپنے قومی مفادات کے پیش نظر' خودداری کے ساتھ' سیاسی' عسکری' اقتصادی اور انتظامی فیصلوں کا آزادانہ اختیار سلب ہو کر رہ گیا ہو۔

جہاں بیروزگاری عام ہو اور ملک کی نوخیز نسل آوارگی کے راستے پر پڑتی جارہی ہو۔

ان پریشان کن حالات کا تدارک کرنے اور اصلاح کے لئے اپنے تمام فکری و مادی وسائل بروئے کار لانے کے بجائے' کھیل تماشے کو اس درجہ اہمیت دینا اور رقص و سرور کی دھنوں میں کھو جانا' اس غریب ملک اور اس کے باشندوں کے ساتھ بے رحمانہ مذاق کے سوا کیا ہے؟

کیا اس ملک کے بالائی طبقے سے فرض شناسی' دانائی' اور خدا ترسی بالکل ہی رخصت ہوگئی' کیا ایسا کوئی رجل رشید نہیں رہا جو ملت کی ڈولتی کشتی کو ان خوفناک موجوں سے نکالنے کی کوشش کرے اور قوم' ملک کو درپیش ان تکلیف دہ حالات کے لئے کم از کم اتنی ہی کوشش کرڈالے جو ورلڈ کپ کے لئے ہو رہی ہے۔

استعمار نے اپنے اقتصادی اور سیاسی حربوں کا ایسا شاطرانہ جال پھیلادیا ہے کہ قوم کو غلامی جیسی صورت حال کا سامنا ہے

وطن عزیز کی نیک نامی' خوشحالی اور ترقی کھیل اور ناٹک سے نہیں' بلکہ ایسے نوجوان سے وابستہ ہے جو علم و ہنر سے آراستہ ہو' امانت و دیانت اور خوف خدا سے سرشار ہو' اور بیاہانہ لگن سے ملک و ملت کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہو' ہمارا منصبی اور ملی فریضہ ایسے ہی نوجوان کو تیار کرنا ہے ---------- کب ہمیں اس فرض کی ادائیگی کا احساس ہو گا؟

جن حالات سے ہم دوچار ہیں یہ سب ہمارے اپنے ہی ہاتھوں کا کیا دھرا ہے' اپنی سابقہ مکروہ روش سے توبہ کرکے اور درست سمت کا تعین کرکے ہی ہم ان ظلمتوں کی نحوست سے نکل سکتے ہیں ---------- ہماری بھلائی "مغربی" بننے میں نہیں مومن کامل بننے میں ہے' مسلم بوسنیا کو اپنی تمام تر "مغربیت" کے باوجود جس قیامت کا یورپ کی طرف سے سامنا ہے اس کو دیکھتے ہوئے کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلیں گی؟

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

رب کریم ہر طرح کے فتنوں سے اور لایعنی مشاغل سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن لال سٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر ۲۴۵۸۰۳

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

شاپ نمبر این - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۴۵۵۷۳

فإن الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها في الصورة الصحيحة هذا معنى إبطان الكفر

(الشامي ٤-٢٤٢، الطبع الجديد)

"....because a Zindeeq camouflages his infidelity and desires to popularise his false beliefs and presents them in an apparently plausible form, this is what is called camouflaging infidelity."

(Shami, Vol. 4, p.246, New Edition).

In *Musawwa*, an Arabic commentary on *Muwatta*, Imamul Hind, Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi writes:

بيان ذلك أن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهرا ولا باطنا فهو كافر وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهرا، لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسّره الصحابة رضي الله عنهم والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق.

"It may be explained that a person who is opposed to the true Faith and does not believe in Islam, nor does he acknowledge the religion of Islam, either outwardly or inwardly, is called a Kafir. If he believes in the Faith only verbally, but offers such interpretations of some fundamentals of the Faith as contradict the views of the Sahabah, the Tabi'een and the consensus of the Ummah, then such a person is called a Zindeeq."

By way of explaining the difference between a correct interpretation and a wrong interpretation, Shah Waliullah further writes:-

ثم التأويل، تأويلان، تأويل لا يخالف قاطعا من الكتاب والسنة واتفاق الأمة، وتأويل يصادم ما ثبت بقاطع فذلك الزندقة

"Moreover, there are two kinds of interpretations: One that does not contravene a decision that stands finally established under the authority of the Qur'an and the Sunnah; the other one is that interpretation which contravenes a decision that stands proved under a finally established evidence (based on the Qur'an and/or the Sunnah). Such an interpretation is Zandaqah."

Citing examples of interpretations that involve Zandaqah, Shah Waliullah further writes:

أو قال إن النبي ﷺ خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام أنه لا يجوز أن يسمى بعده أحد بالنبي وأما معنى النبوة وهو كون الإنسان مبعوثا من الله تعالى إلى الحق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأمة بعده فهو الزنديق

(مسوى ٢-١٣٠، مطبوعه رحيميه دهلي)

"... or some person says that although the noble Pro[phet] ﷺ is undoubtedly the last of the Prophets this only means that after him none will be give[n the] name of a Prophet, but the concept of prophethood — the sending down by Allah of some person who mu[st be] obeyed as a matter of obligation and who has [been] protected from persevering in sins and fault[s] continues in the Ummah even after the noble Pro[phet] ﷺ then such a person is a Zind[eeq]

(Musawwa, Vol. 2, p

In short, one is called a Zindeeq who presents beliefs of infidelity in the garb of Islam, interpret[s] Qur'an and the Sunnah in a way that is contrary t[o] finally confirmed Islamic beliefs handed d[own] through uninterrupted authority.

Secondly: a Zindeeq falls within the purview o[f] apostate. In one respect a Zindeeq is worse than apostate, because if by expressing repentance, apostate re-embraces Islam, there is consensu[s] opinion that his repentance is acceptable, but opin[ions] differ about the acceptability or the unacceptabilit[y] the repentance of a Zindeeq.

It occurs in *Durr-i-Mukhtar:*

وكذا الكافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوى على أنه (إذا أخذ) الساحر أو الزنديق المعروف الداعي (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعدها قبلت.

(الشامي ٤-٢٤١، طبع جديد)

"... in the same way the repentance of a person who becomes a Kafir on account of his Zandaqah is not acceptable. He has been described in *Fathul Qadeer* as Zahirul Mazhab (professing the Faith only outwardly), but the Fatwa given in the book of *Fatawa Qazi Khan* in the chapter "Al-Hazr" lays down: If a magician or a Zindeeq, who is well-known and preaches (his beliefs), is arrested before expressing repentance and repents after his arrest, his repentance is not acceptable. He shall be executed. On the other hand, if he has expressed repentance before arrest, his repentance will be accepted.

(*Al-Shami*, Vol. 4, p.241, New Edition)

Continued

PART 1

قال الله تعالى: ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره﴾

Allah said
And if anyone of them dies, never pray for him (on his funeral), nor stand by his grave (for his burial).

(Quran: Taubah 9:84)

THE QADIANI FUNERAL

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
Iqbal Husain Ansari

Revised & edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

THE QADIANI FUNERAL

Authentic religious rulings (Fatawa) issued in the light of the Islamic Shari'at in reply to questions as to how the Muslims should conduct themselves in their dealings with the Qadianis/Ahmadis/Mirzais.

QUESTIONS

1. On the death of Dr. Muhammad Saeed, a Mirzai of Village Datah, Dist. Mansahra, the Muslims of Datah offered his funeral prayer under a Muslim Imam. Thereafter the Qadianis held a second funeral prayer for the said deceased person. What is the injunction of the Shari'at about the said Imam and the Muslims (who participated in the funeral prayer)?

2. Muslim girls are living in Qadiani households as wives. Their Muslim parents are maintaining son/father-in-law relations with these Qadianis. Will the children born from such wedlocks be regarded as legitimate or illegitimate children in the light of the Shari'at of the holy Prophet Muhammad

3. The Muslim communities in general do not treat the Qadianis like other Kafirs (infidels); they treat them like Muslims. They freely mix, eat and drink with the Qadianis and participate in their joys and sorrows and bid them *Assalamu alaykum* (peace on you), when they meet one another. Likewise, they invite them to their funeral and marriage feasts and take part in Fatihas. Are they (the Muslims) accountable for such acts and do they remain as Muslims in the light of the Shari'at?

Majlis-e-Tahaffuz-e-Khatm-e-Nubuwwat.
District Mansahra.

THE ANSWER

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

Before stating the answers, I mention a few points by way of introductory remarks.

First, if there is anyone who holds beliefs of infidelity and yet claims to be a Muslim and presents his beliefs of infidelity in the name of Islam, by placing wrong interpretations on the texts of the Shari'at, he is called a Zindeeq. In the chapter on "Zindeeq" (The Apostate), Allama Shami writes:

I ask you to read once again this Hadith which your own Chief of Jamaat, Mirza Mahmud wrote in his book. You see for yourself if this was the condition that prevailed when Mirza Ghulam Ahmad was alive? While the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم is saying that wars will cease, yet reports from news-media indicate that only 24 days in this century have been such that human blood has not flowed on our terra firma. During Hazrat Isa's علیہ السلام time there will be such peace and tranquility that not to speak of relations between two men, even the beasts will not harbour enmity against one another. But here among Mirza's own Jamaat flames of enmity and hatred are blazing; what to say about others!

Disinclination towards world and recourse to Allah

At the end of the Hadith of Sahih Bukhari mentioned above, the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم also said that riches shall start flowing like torrents in the times of Hazrat Isa علیہ السلام to the extent that nobody will come forward to take them and one prostration in prayer سجدہ will be deemed better than all the world can offer. (*Sahih Bukhari*, Vol. 1, p. 49). Reason will be that men will be disinclined towards accepting worldly riches, as Hazrat Isa's descent will assure them that the Day of Reckoning is close at heels. They will abstain from sins. Secondly, Hazrat Isa's guidance, transmuting vices into virtues, will tend to brighten human values of godliness. Thus, with the world, having disgorged its fortunes, and indigence having disappeared, nobody will obviously be left to accept alms and زکوٰۃ *(obligatory charity payable on wealth*, mistakenly known as "poor-due"). In this situation *salat*, as a means of attaining Divine proximity, will take precedence over worship through alms and charitable deeds. Therefore, one prostration on ground will carry more value than all that the world would offer. Contrarily, the scenario at Mirza's time was one of greed, avidity and voluptuousness, so much so that vices, in all hues and colours, worsened in Mirza's own Jamaat in those days and he lived through to see this horrendous spectacle.

MY LAST WORD

Because, you, my brother-in-humanity, have asked me to avoid incurring Allah's displeasure and that of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and have warned me, I reciprocate the same tidings to you and through you to your Organisation and finally to your Mirza Nasir Ahmad *(the Qadiani Khalifa at the time of this writing)* coolly to think over Mirza Ghulam Ahmad's stance, in the light of the pronouncements of Allah and His Prophet صلی اللہ علیہ وسلم If you find that your Mirza Ghulam Ahmad truly fits into being called Masih, go ahead and accept him so, but if not, then reject him. Believing in him means disbelieving in Allah and His Prophet. صلی اللہ علیہ وسلم Don't do injustice to your self. Now that fifteenth century is soon to come* in, we should wait for the arrival of a new revivalist مجدد by rejecting the claim of Mirza Saheb and confirming the pronouncements of our holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم because Mirza Ghulam Ahmad himself said:

> "If I manage to accomplish in support of Islam that work which the promised Masih and the promised Mahdi should do, then I am truthful and if nothing is done and I am dead then let all be witness that I am a liar."
>
> "Therefore, if I fail in the manifestation of this essential intent notwithstanding millions of tokens coming forth from me, then I am a liar!"

(Mirza's letter to Qazi Nazar Husa n in Badr of 19th July, 1906).

The last word of the last line of your grand-sire in this exquisite piece of his writing is my answer to your letter. I couldn't have written more specifically. Here it is right from the horse's mouth.

Remember, Mirza's long windy predictions, his revelation claims 'from the blue', his poetic loquacity are hallucinations that descended upon this sick man, alas! Beware, your press conferences, media coverages and periodical meets, etc., are trash. These are rotten commodities that would not sell in the market of truth and rightfulness. Don't believe in Mirza's circumlocutions, concoctions, circumventions and "millions of tokens" which prove Mirza a straight liar. Call him a lair as he himself wants you to call him in his above quotation. He does not meet the standard set forth by the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم so he is not the "Promised Masih", nor is it justified to call him "Promised Masih".

In the end, I invite you to believe in the holy saying of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and leave Mirza's brain-formations. Messiahship is his exclusive brain-child. Allah shall grant you great recompense on this act of yours but if you turn away, remember, no sooner the pangs of death start than the truth will unravel on you.

With all my prayers.

Muhammad Yusuf Ludhianvi.

** This letter was written twelve years ago around the middle of the year 1399 A.H. Now thirteen years of even fifteenth century have elapsed. By virtue of the fourteenth century having come to a close the claim of Mirza Ghulam Ahmad has proved totally false.*

PART 3

And verily he (Jesus) shall be a sign of the Hour(of Judgment), so doubt not in it.

(Quran, Al-Zukhruf, 43:61)

IDENTIFICATION OF TRUE MASIH OF LAST ERA

A subject for the thoughtful & A treatise for the fair-minded

by
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. SALIM

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

Above is the description of that creature called Dajjal whose killing has been foretold by the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم ... and whose liquidator has to be conveyed the salaam of the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم Can any one professing faith in the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم declare that a Dajjal of such description has ever emerged in the world and has any Isa bin Mariam killed him? Only a person without faith in the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم can waver.

Now judge what Mirza does. Because he had counterfeited Masih, the need arose to make one artificial Dajjal also. This he did by means of a master idea. He announced that the group of Christian Padrees was Dajjal. Qadianis believe in this but they know that Padrees have been here for centuries. They were existing even before the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم If they were Dajjal, wouldn't have the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said so and do these Padrees match the same description as the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم had foretold about Dajjal. And if by any stretch of imagination, Padrees are Dajjals, did Mirza's so-called messiahship kill them? Do they not exist today? No logic is needed to disprove this. If Mirza's Dajjal has been killed wherefrom is this multitude of Padrees and wherefore is Christianity making progress?

(f) General Conditions at the time of descent of Hazrat Masih علیہ السلام

The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم gave a detailed account of the pattern of auspiciousness that would be prevailing in the times of Hazrat Isa علیہ السلام. For the sake of brevity, I quote one Hadith and I have selected this one because it has been translated into Urdu by Mirza Mahmud Ahmad Qadiani, son of Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, in his book *Haqiqat-un-Nubuwwah* on page 192. This is what Mirza Mahmud Ahmad has written. He quotes the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم

"Prophets are like brothers-in-affinity. Their mothers are different but Deen is one. And I have the closest connection with Isa bin Mariam because in between him and myself there is no prophet and he is about to descend. Therefore, when you see him, recognise him, that he is even-stature with red-white mixed complexion and wearing yellow clothes. Water shall be dropping from his head, although water will not have been shed over the head. He will break the 'cross,' kill the swine and will forsake 'Jazia' and will invite people to Islam. Lions and camels, leopards and cows, wolves and goats will graze about together. Children will play with snakes and they will not harm them. Isa bin Mariam will remain on earth for forty years and then he will die and Musalmans will offer his funeral prayer."

سلسلہ نمبر ۱۹

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے۔ جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کرسکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال ۱ ..... بلوچستان میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ کن تحریک کس سن میں شروع ہوئی؟

سوال ۲ ..... قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ کس دوسرے نام سے اپنے آپ کو پکارتے ہیں؟

سوال ۳ ..... قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی اور یادگار فیصلہ کے کسی بھی تین ججوں کے نام تحریر کریں۔

ٹوکن شمارہ ۴۳

نام ________

ولدیت ________

مکمل پتہ ________

____

ذاتی مصروفیات ________

____

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱۔۔۔۔ ساتھ منسلک ٹوکن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲۔۔۔۔ تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳۔۔۔۔ ہر شمارہ کا حل اس سے ایک شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴۔۔۔۔ جوابی ٹوکن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں

REGD. NO. SS-160

حضرۃ مولانا خان محمد مرشد العلماء امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مسائل قربانی

صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر بکرا، بکری ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال، البتہ دنبہ، بھیڑ، مینڈھا، دنبی، چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو، اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

- قربانی کا جانور بے عیب ہو۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔
- کان قدرتاً بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے
- پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔
- سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے، قربانی جائز نہیں۔
- جانور اندھا، کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔
- جانور کے بیشتر دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں
- جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں
- لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو، یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو، قربانی جائز نہیں
- گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں اگر کوئی کم کرے تو بھی جائز ہے۔
- سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امت مسلمہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اشاعت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز، ۱۲ دینی مدارس بیک وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
- مسلم کالونی ربوہ میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں، وہاں مسجد اور مدرسہ چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں، جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے کرتے ہیں
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیکر ایک بیت المال کو مضبوط کریں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان شہر	جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش
فون نمبر 514122	کراچی ــــ فون نمبر 7780337

مسائل قربانی

- اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

- قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔
- حصہ دار سب مسلمان ہوں، مگر قادیانی یا لاہوری مرزائی حصہ دار ہوگا تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔
- مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا، یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا، تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔
- قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کی رسی، زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہیئے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا با جماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

- یکم ذی الحجہ سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت بنوانے، ناخن کٹوانے سے پرہیز کرے تاکہ حاجیوں کیساتھ مشابہت ہو جائے۔
- نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو مذکورہ بالا تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔
- ایک راستے سے جائیں دوسرے سے آئیں

کراچی کے احباب الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۹۳۷ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔